مثلی اور قیمی اشیاء

کی پہچان اور شرعی احکام

تصنیف

استاذ الفقہ حضرت علامہ مولانا
محمد ساجد مدنی عطاری دامت برکاتہم العالیہ

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
DARUL IFTA AHLESUNNAT

پیشکش
مجلسِ افتاء (دعوتِ اسلامی)

مثلی اور قیمی اشیاء

کی پہچان اور شرعی احکام

مصنف

استاذ الفقہ حضرت علامہ مولانا

محمد ساجد مدنی عطاری دامت برکاتہم العالیہ

معاونِ تحقیق

مولانا محمد فرحان افضل عطاری

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)

DARUL IFTA AHLESUNNAT

پیشکش

مجلسِ افتاء (دعوتِ اسلامی)

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
1	**(مقدمہ)**	4
2	**پہلا باب:** (مِثلی اور قیمی اشیاء کی بنیادی معلومات)	8
3	**پہلی فصل:** (اشیاء کے مِثلی اور قیمی ہونے کی تقسیم کاری)	8
4	اشیاء کے مِثلی اور قیمی ہونے کی تقسیم پر قرآنی آیات	8
5	پہلی آیت اور اس سے استدلال	8
6	"مِثل" کی اقسام	9
7	دوسری آیت اور اس سے استدلال	11
8	تیسری آیت اور اس سے استدلال	13
9	حدیثِ پاک اور اس سے استدلال	16
10	قاضی شریح رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان اور اس سے استدلال	17
11	**دوسری فصل:** (مِثلی اور قیمی اشیاء کی تعریف)	18
12	مِثلی اشیاء کی لغوی و اصطلاحی تعریف	18
13	قیمی اشیاء کی لغوی و اصطلاحی تعریف	19
14	ان تعریفات کے جزئیات	19
15	**دوسرا باب:** (مِثلی چیز کا قیمی یا قیمی چیز کا مِثلی ہو جانا)	22
16	**پہلی فصل:** (مِثلی چیز کا قیمی یا قیمی کے حکم میں ہو جانا)	22
17	صنعت و بناوٹ کی وجہ سے چیز کا قیمی ہو جانا	22
18	خلافِ جنس چیز کے ساتھ مِکس ہونے کی وجہ سے چیز کا قیمی ہو جانا	26

19	مِثلی چیز کا قیمی کے حکم میں ہو جانا	27
20	بازار سے مِثل ختم ہونے کی وجہ سے چیز کا قیمی کے حکم میں ہو جانا	27
21	حقِ شرع کی وجہ سے چیز کا قیمی کے حکم میں ہو جانا	29
22	ہلاکت کے قریب ہونے کی وجہ سے چیز کا قیمی کے حکم میں ہو جانا	30
23	**دوسری فصل:** (قیمی چیز کا مِثلی ہو جانا)	33
24	مارکیٹ میں دوبارہ دستیاب ہونے کی وجہ سے چیز کا مِثلی ہو جانا	33
25	صنعت وبناوٹ میں جِدّت کی وجہ سے چیز کا مِثلی ہو جانا	34
26	صابن کے قیمی سے مِثلی ہو جانے کی تفصیل	34
27	کپڑے کے قیمی سے مِثلی ہو جانے کی تفصیل	36
28	مِثلی اور قیمی اشیاء میں تبدیلی ہونے کے حوالے سے حاصلِ کلام	38
29	**تیسرا باب:** (مختلف مِثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان اور مثالیں)	39
30	**پہلی فصل:** (مِثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان اور ضابطہ)	39
31	وہ امور جن میں مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کو دوسری کے ہم مِثل کہا جائے گا	39
32	دو چیزوں کے ہم مِثل ہونے کی پہلی شرط	39
33	دوسری شرط	40
34	دونوں شرائط کے فقہی جزئیات	40
35	وہ اشیاء جو عموماً مِثلی ہوتی ہیں	42
36	وہ اشیاء جو عموماً قیمی ہوتی ہیں	42
37	**دوسری فصل:** (کتب میں بیان کردہ مختلف مِثلی اور قیمی اشیاء)	46

38	کتب میں بیان کی گئی بعض مِثلی اشیاء(32اشیاء کا بیان)	46
39	کتب میں بیان کی گئی بعض قیمی اشیاء(26اشیاء کا بیان)	51
40	**تیسری فصل:**(فی زمانہ کتاب اور دیگر مصنوعات مِثلی ہیں یا قیمی)	59
41	کتاب کے مِثلی اور قیمی ہونے کی بحث	59
42	کتاب کے مِثلی اور قیمی ہونے کے بارے میں فقہی جزئیات	61
43	کتاب کے مِثلی، قیمی ہونے کے متعلق امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر	63
44	کتاب کے علاوہ دیگر مصنوعات کے مِثلی اور قیمی ہونے کی تفصیل	66
45	**چوتھا باب:**(مِثلی و قیمی اشیاء سے متعلق مسائل اور متفرق احکام)	67
46	**پہلی فصل:**(مِثلی و قیمی اشیاء سے متعلق مسائل)	67
47	چیز کے مِثلی یا قیمی ہونے سے تاوان میں فرق	67
48	بیع فاسد میں چیز کے مِثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے حکم میں فرق	68
49	غصب شدہ چیز کے بدلے صلح ہو تو چیز کے مِثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق	68
50	بیع سلم میں چیز کے مِثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق	69
51	خیارِ تعیین میں چیز کے مِثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق	70
52	قرض کے معاملہ میں چیز کے مِثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق	71
53	مشترکہ چیز کی تقسیم کاری میں چیز کے مِثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق	71
54	شفعہ کے معاملہ میں چیز کے مثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق	72
55	**دوسری فصل:**(تاوان ادا کرنے کی مختلف صورتیں اور احکام)	74
56	تاوان ادا کرنے کے حوالے سے مختلف فقہی احکام	74

مقدمہ

مال کو انسانی زندگی میں خاص اہمیت حاصل ہے، عام طور پر ضروریاتِ زندگی اور خواہشات کا حصول اسی کے ذریعہ ممکن ہوتا ہے۔ مال کے بارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اور کم عقلوں کو ان کے **وہ مال نہ دو، جسے اللہ نے تمہارے لئے گزر بسر کا ذریعہ بنایا ہے۔**“ (پ4، س النساء، آیت 5)

یہی وجہ ہے کہ انسان فطرتاً مال سے محبت کرتا اور اسے جمع کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ انسانی زندگی کے ساتھ مال کے اس گہرے تعلق کے پیشِ نظر شریعتِ مطہرہ نے اسے حاصل کرنے کے اصول وضوابط مقرر کیے اور ان پر عمل کرنے کی تاکید بھی فرمائی، تاکہ معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔

ناحق طریقے سے دوسروں کا مال کھانے کے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔“ (پ2، س البقرۃ، آیت 188)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا یحل لامرء ان یاخذ مال اخیہ بغیر حقہ وذلک لما حرم اللہ مال المسلم علی المسلم“ ترجمہ: کسی مرد کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال ناحق طریقے سے حاصل کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال حرام فرمایا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، جلد 39، صفحہ 19، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

شرعی اصول و قوانین موجود ہونے کے باوجود بھی بعض افراد حق اللہ یا حق العبد کو پس پشت ڈال کر ممنوع طریقے سے مال حاصل کر لیتے ہیں، مثلاً: کسی کی کوئی چیز چُرا لی یا چھین لی وغیرہ، تو یوں مال حاصل کر لینے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اب وہ مال انہیں کے پاس رہے گا، بلکہ اس بارے میں

بھی شرعی احکام موجود ہیں اور وہ یہ کہ اگر وہ چیز اسی حالت میں موجود ہو، تو بعینہ وہی چیز مالک کو لوٹا دی جائے۔

لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مختلف وجوہات کی بنیاد پہ اس چیز کو واپس کرنا، ممکن نہیں ہوتا، مثلاً: وہ چیز ہلاک / ضائع ہو گئی، تو اب اگر اسے یہ کہہ دیا جائے کہ تمہاری چیز تو اب فنا ہو چکی ہے اور بعینہ وہی چیز تمہیں لا کر دینا ممکن نہیں رہا، لہذا اب تمہارے نقصان کی تلافی نہیں ہو سکتی، تو یہ ایک غیر معقول بات ہو گی اور یہ چیز معاشرے میں فساد کا باعث بنے گی، لہذا ہماری شریعت نے ایسی صورت میں بھی مالک کا نقصان پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے لیے حتی الامکان وہ متبادل حل اختیار کرنے کا کہا، جو نقصان پورا کرنے کے زیادہ سے زیادہ قریب ہو، مثلاً: ایک حل یہ ہے کہ اگر اسی طرح کی ملتی جلتی چیز مارکیٹ سے لا کر اس کو دینا ممکن ہے، تو نقصان پورا کرنے کی یہ صورت اختیار کی جائے اور دوسرا حل یہ ہے کہ جو چیز ضائع ہوئی، اس کی قیمت لگا کر اتنی رقم اسے دے دی جائے، تاکہ حتی الامکان نقصان کی تلافی ہو سکے۔ پہلا حل اس طرح کی چیزوں میں ممکن ہوتا ہے جن کو "مثلی" کہا جاتا ہے اور دوسرا حل وہاں اختیار کیا جاتا ہے، جہاں ضائع ہونے والی چیز مثلی نہ ہو، بلکہ "قیمی" ہو۔

ایسے مواقع پر یہ معلومات بہت اہم ہوتی ہے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جنہیں "مثلی" کہا جائے اور وہ کونسی ہیں جنہیں "قیمی" کہا جائے؟ اگر اس فرق کا علم نہیں ہو گا، تو ممکن ہے کہ اس چیز کو ہلاک کرنے والا مثلی چیزوں میں بھی مالک کو ہلاک شدہ چیز کی قیمت لینے پر مجبور کرے یا مالک قیمی چیزوں میں بھی دوسرے کو مجبور کرے کہ وہ اس کی مثل لا کر دے، حالانکہ اس طرح کا تقاضا عقلی و شرعی اصولوں کے برخلاف ہو گا۔

مذکورہ بالا تناظر سے ہٹ کر فقہی و شرعی احکام میں کئی جگہ پر عمل کے جائز ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد ہی چیز کے "مثلی" یا "قیمی" ہونے پر ہوتی ہے، مثلاً: ایک عام اور کثیر پیش آنے والا معاملہ "

قرض کالین دین" ہے۔اس میں فقہ حنفی کا اصول ہی یہی ہے کہ "مثلی اشیاء" بطور قرض لی جاسکتی ہیں اور "قیمی اشیاء" کو بطور قرض لینا درست نہیں۔تو مثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے غلطی اور گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی امکان باقی رہے گا۔

الغرض شریعت مطہرہ کے کثیر مسائل کو درست طریقہ سے سمجھنے، حل کرنے اور ان پر عمل کرنے کے لیے چیز کے مثلی اور قیمی ہونے کی پہچان ہونا بہت ضروری ہے۔علاوہ ازیں عام طور پر کتبِ فقہ میں مثلی اور قیمی اشیاء کے متعلق ایک ہی مقام پر مختلف احکام اور ان کی تفصیل نہیں ملتی اور بعض مقامات پر تو فقہاء فقط اتنا فرما دیتے ہیں کہ "فلاں معاملہ مثلی اور فلاں معاملہ قیمی چیزوں ہی میں درست ہے"، "اس کی مثل لازم ہو گی۔"، "اس کی قیمت دینی ہو گی۔"، "فلاں چیز مثلی یا ذوات الامثال میں سے اور فلاں قیمی یا ذوات القیَم میں سے ہے۔" وغیرہ اور بسا اوقات تو ایک چیز کو ایک جگہ مثلی کہا جاتا ہے اور دوسری جگہ اسی کو قیمی کہہ دیا جاتا ہے، پھر زمانے کے بدلنے سے بھی بعض چیزوں کے حکم میں فرق آجاتا ہے، جس کی وجہ سے ذہن میں تشویش پیدا ہو جاتی ہے۔

اس تمام تر صورتِ حال کے پیشِ نظر استادِ محترم، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد قاسم عطاری دامت برکاتہم العالیہ نے مثلی اور قیمی اشیاء سے متعلق مختلف اعتبار سے کام کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس پر کام شروع کیا گیا، جو بحمد اللہ تعالی پایہ تکمیل تک پہنچا اور اب کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے موجود ہے۔

اہلِ علم جانتے ہیں کہ نئے موضوع پر مشتمل مواد کی تفتیش کرنا انتہائی مشکل اور محنت طلب کام ہوتا ہے، بالخصوص اس موضوع کے کئی مسائل میں فقہاء کے ایک سے زائد اقوال اور مختلف عبارات ملتی ہوں، ایسے میں ان اقوال و عبارات اور تمام تر شرعی احتیاطوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مسائل کی تنقیح کرنا یقیناً اہلِ علم کا حصہ ہے۔ اللہ پاک اس کتاب کے اصل محرّک استادِ محترم، مفتی محمد قاسم عطاری دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آسانی کے پیشِ نظر اس کتاب کو ابواب اوران کے تحت فصلوں میں تقسیم کر دیا ہے، پھر ان میں مثلی اور قیمی اشیاء سے متعلق مختلف امور، مثلاً: اشیاء کی مثلی اور قیمی کی جانب تقسیم، مثلی اور قیمی اشیاء کی تعریف، ان کی پہچان، ان میں تبدیلی واقع ہونے، نیز ان سے متعلق متفرق احکام و مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس ادنی سی کاوش کو اپنی پاک بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے امت کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین

فرحان افضل عطاری

دار الافتاء اہلسنت، راولپنڈی

12 جنوری 2022

پہلا باب

(مثلی اور قیمی اشیاء کی بنیادی معلومات کے بارے میں)

پہلی فصل

(اشیاء کی مثلی اور قیمی کی جانب تقسیم کے بارے میں)

کتبِ فقہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے افراد بخوبی جانتے ہیں کہ شریعتِ مطہرہ کے کثیر مسائل میں اشیاء کی دو قسمیں کی جاتی ہیں: مِثلی اور قِیمی۔ پھر اس اعتبار سے ان پر احکام مرتب ہوتے ہیں۔ عام طور پر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء نے یہ تقسیم کہاں سے لی ہے؟ کیا اس تقسیم کا ماخذ قرآن و حدیث سے ملتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اشیاء کے مثلی اور قیمی ہونے کی یہ تقسیم قرآن و حدیث سے ماخوذ (لی گئی) ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اشیاء کے مثلی اور قیمی ہونے کی تقسیم پر قرآنی آیات:

پہلی آیت:

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ ترجمہ: کنز العرفان: ”تو جو تم پر زیادتی کرے، اس پر اتنی ہی زیادتی کرو، جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہو۔“ (پ2، س البقرہ، آیت 194)

اس آیت سے استدلال:

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ جو تم پر زیادتی کرے، تم اس پر اس کی ”مِثل“ ہی زیادتی کرو، یعنی اس سے بڑھ کر نہ کرو۔ حقیقت میں یہ آیت کفار سے (ان کی مسلمانوں پر کی گئی زیادتیوں کا) بدلہ لینے کے متعلق نازل ہوئی، لیکن فقہاء نے اس میں موجود لفظِ ”مِثل“ سے اس چیز پر بھی استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی کوئی چیز ہلاک کر دے، تو چیز کا مالک اس سے اپنی چیز کی مثل ہی

وصول کرے، اس سے بڑھ کر نہ لے۔ **یہاں چیز کا متبادل اس کی "مثل" کو قرار دیا گیا ہے۔**

پھر مثل دو طرح کی ہوتی ہے:

(1) مثلِ کامل: جو صورتاً اور معناً یعنی جنس اور قیمت کے اعتبار سے بھی دوسری چیز کی مثل ہو، مثلاً کسی کی گندم ہلاک کی اور بدلے میں بالکل اسی طرح کی اسے گندم دے دی، تو اب گندم جنس کے اعتبار سے اور قیمت کے اعتبار سے بھی ہلاک شدہ گندم کی مثل ہے۔ جنس کے اعتبار سے اس طرح کہ دونوں طرف گندم ہے اور قیمت کے اعتبار سے یوں کہ ان دونوں کی قیمت بھی ایک جیسی ہے۔

(2) مثلِ قاصر: وہ جو صورتاً تو دوسری چیز کی مثل نہ ہو، لیکن معناً ہو، مثلاً کسی کا کوئی جانور ہلاک کر دیا اور اس کے بدلے میں اس جانور کی قیمت مالک کو دے دی، تو اب قیمت جنس کے اعتبار سے تو جانور کی مثل نہیں، کہ وہ جانور ہے اور یہ رقم وغیرہ، لیکن معناً اس کی مثل ضرور ہے، کہ اس جانور کی قیمت اتنی ہی بنتی ہے۔[1]

فقہائے کرام نے فرمایا کہ آیت میں موجود لفظِ "**مثل**" مطلق ہے اور یہ دونوں طرح کی مثل کو شامل ہے، کیونکہ کئی چیزوں کی مثلِ کامل موجود ہوتی ہے اور کئی چیزوں کی نہیں ہوتی، جن چیزوں

---

[1] فقہاء اپنی اصطلاح میں مثلِ کامل کو فقط "مثل" اور مثلِ قاصر کو "قیمت" سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقہاء کی پیروی کرتے ہوئے ہم بھی آگے رسالہ میں مثلِ کامل اور مثلِ قاصر کے بجائے "مثل" اور "قیمت" والی اصطلاح ہی استعمال کریں گے۔

کی مثلِ کامل موجود نہیں ہوتی، ان میں مثلِ قاصر دی جاتی ہے، لہذا یہ دونوں کو شامل ہے۔[2]

اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے محقق علی الاطلاق علامہ کمال ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالی علیہ (سالِ وفات:861ھ) لکھتے ہیں: "المعهود فی الشرع فی اطلاق لفظ المثل ان یراد المشارک فی النوع او القیمة، قال تعالی فی ضمان العدوان: ﴿فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ﴾ والمراد الاعم منهما اعنی: المماثل فی النوع اذا کان المتلف مثلیا والقیمة اذا کان قیمیا بناء علی انه مشترک معنوی" ترجمہ: اور لفظِ مثل کو مطلق ذکر کرنے میں شرع میں یہ معروف ہے کہ اس سے نوع یا قیمت میں مماثلت مراد لی جائے گی۔ اللہ پاک زیادتی کے ضمان میں فرماتا ہے: تو جو تم پر زیادتی کرے، اس پر اتنی ہی زیادتی کرو، جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہو اور مراد یہ ہے کہ جو دونوں کو عام ہو، یعنی نوع میں ہم مثل چیز کو، جبکہ ہلاک شدہ چیز مثلی ہو اور قیمت میں ہم مثل چیز کو بھی، جبکہ ہلاک شدہ چیز قیمی ہو، بناء کرتے ہوئے اس چیز پر کہ لفظِ مثل مشترک معنوی ہے۔ (فتح القدیر، ج3، ص75، مطبوعہ دار الفکر)

مزید اسی کتاب میں کافی کے حوالے سے لکھتے ہیں "ان المثل نوعان: کامل وهو المثل صورة ومعنی وهو الاصل فی ضمان العدوان حتی صار بمنزلة الاصل وقاصر وهو المثل معنی وهو القیمة، والقاصر لا یکون مشروعا مع احتمال الاصل، لانه خلف عن المثل الکامل" ترجمہ: بے شک مثل دو طرح کی ہوتی ہے۔ مثلِ کامل: یہ وہ ہے جو صورتاً (یعنی دیکھنے کے اعتبار سے) اور معناً (یعنی قیمت کے اعتبار سے) ایک جیسی ہو اور مختلف کوتاہیوں کے ضمان

---

[2] لیکن یاد رہے کہ کسی چیز کی مثلِ کامل موجود ہونے کی صورت میں مالک کو یہی دی جائے گی، کیونکہ یہ نقصان کو پورا کرنے میں زیادہ کارآمد ہے، اگر مثلِ کامل موجود نہیں ہوگی، تب مالک کو نقصان سے بچانے کے لیے مجبوراً مثلِ قاصر دی جائے گی۔

میں یہی اصل ہے، یہاں تک کہ ایسی مثل اصل کی منزلت میں ہو جائے گی۔ مثلِ قاصر: یہ وہ ہے جو معناً ہم مثل ہو اور یہ قیمت ہے اور مثلِ قاصر اصل (یعنی مثلِ کامل) کی موجودگی میں مشروع نہیں ، کیونکہ یہ مثلِ کامل کا خلیفہ ہے۔ (فتح القدیر، ج9، ص321، مطبوعہ دار الفکر)

امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (سالِ وفات:483ھ) اسی آیت کے تناظر میں کسی دوسرے کی چیز غصب (چھین) کر کے ہلاک کر دینے کا ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ان المغصوب اذا کان من ذوات الامثال کالمکیل والموزون فعلیه المثل عندنا۔ قال اللہ تعالی: ﴿فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ﴾ ولان المقصود هو الجبران وذلک فی المثل اتم، لان فیه مراعاة الجنس والمالیة وفی القیمة مراعاة المالیة فقط، فکان ایجاب المثل اعدل، الا اذا تعذر ذلک بالانقطاع من ایدی الناس فحینئذ یصار الی المثل القاصر وهو القیمة للضرورة“ ترجمہ: غصب شدہ چیز جب ذوات الامثال (مثلی چیزوں) میں سے ہو، جیسا کہ مکیلی اور موزونی چیزیں، تو ہمارے نزدیک غصب کرنے والے پر اس کی مثل لازم ہو گی۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ”تو جو تم پر زیادتی کرے، اس پر اتنی ہی زیادتی کرو، جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہو۔“ اور مثل لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مقصود نقصان کو پورا کرنا ہے اور یہ مثل دینے کی صورت میں زیادہ کامل طریقہ سے پورا ہو گا، کیونکہ اس میں جنس اور مالیت دونوں کی رعایت ہے اور قیمت میں فقط مالیت کی رعایت ہے، تو چیز کی مثل، لازم کرنے میں زیادہ عدل ہے، مگر جب لوگوں کے ہاتھوں سے مثل منقطع ہو جانے کے سبب اس کی ادائیگی متعذر ہو، تو اس وقت ضرورت کے پیشِ نظر مثلِ قاصر کی طرف رجوع کیا جائے گا اور وہ قیمت ہے۔

(مبسوطِ سرخسی، ج11، ص50، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

دوسری آیت:

ایک اور آیت میں موجود لفظِ ”مِثل“ سے علماء نے استدلال کیا ہے۔ اللہ پاک قرآنِ پاک میں

ارشاد فرماتا ہے:﴿وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ترجمہ کنز العرفان:"اور برائی کا بدلہ اس کے برابر برائی ہے۔" (پ25،س الشوریٰ، آیت40)

اس آیت سے استدلال:

اس آیت میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی برائی (جرم) کرتا ہے، تو اس کی برائی (جرم) کی "مِثل" ہی اس کا بدلہ ہے۔یعنی بدلے میں اس سے بڑھ کر سزا نہیں دی جاسکتی۔علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں دین کا بہت بڑا اصول بیان فرمایا گیا ہے اور اس سے دین کے بہت سے مسئلے معلوم ہوتے ہیں، بالخصوص یہ رہنمائی ملتی ہے کہ ہر طرح کے جرم، زیادتی اور ظلم کے بدلے میں برابری اور "مثل" کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

چنانچہ اسی آیت کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:606ھ) ارشاد فرماتے ہیں:"هذه الآية اصل كبير في علم الفقه، فان مقتضاها ان تقابل كل جناية بمثلها، وذلك لان الاهدار يوجب فتح باب الشر والعدوان، لان في طبع كل احد الظلم والبغي والعدوان، فاذا لم يزجر عنه اقدم عليه ولم يتركه، واما الزيادة على قدر الذنب، فهو ظلم والشرع منزه عنه، فلم يبق الا ان يقابل بالمثل، ثم تاكد هذا النص بنصوص آخر، كقوله تعالى: ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾وقوله تعالى: ﴿مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ترجمہ: یہ آیت علم فقہ میں (کئی مسائل کی) بہت بڑی دلیل ہے، کیونکہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ ہر جُرم کا مقابلہ اس کی مثل کے ساتھ کیا جائے گا اور یہ اس وجہ سے ہے، کہ جُرم کو ویسے ہی چھوڑ دینا برائی اور ظلم کا دروازہ کھولنے کا سبب بنے گا، اس لیے کہ ہر انسان کی طبیعت میں ظلم، فساد اور زیادتی کا پہلو موجود ہوتا ہے، پس جب اسے اس سے روکا نہیں جائے گا، تو وہ اس پر دلیر ہو جائے گا اور اسے نہیں چھوڑے گا۔ بہر حال (بدلے میں) جرم کی مقدار سے اضافہ کرنا، تو یہ بھی ظلم ہے اور شریعتِ مطہرہ اس سے پاک ہے، پس یہی صورت باقی بچی کہ اس جرم کا مقابلہ

مثل کے ساتھ ہو، پھر اس آیت کو دیگر آیات سے بھی تائید حاصل ہے، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: اور اگر تم (کسی کو) سزا دینے لگو، تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اللہ پاک کا فرمان ہے: جو بُرا کام کرے، تو اسے بدلہ نہ ملے گا، مگر اتنا ہی۔

(تفسیرِ کبیر، ج 27، ص 605، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

تیسری آیت:

جن چیزوں کی ہو بہو مثل نہیں ملتی، ان چیزوں کا بدلہ دینے کے لیے ان چیزوں کی قیمت (مارکیٹ ویلیو کے حساب سے) دی جاتی ہے۔ اس حکم پر دلیل کے طور پر فقہائے کرام درج ذیل آیت کو پیش کرتے ہیں۔

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اے ایمان والو! حالتِ احرام میں شکار کو قتل نہ کرو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے، تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ مویشیوں میں سے اسی طرح کا وہ جانور دیدے جس کے شکار کی مثل ہونے کا تم میں سے دو معتبر آدمی فیصلہ کریں۔ (پ 7، س المائدہ، آیت 95)

اس آیت سے استدلال:

اس آیت کے تحت علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے احرام کی حالت میں خشکی کے وحشی جانور کا شکار کیا، تو اس پر کفارہ واجب ہے اور کفارہ میں اس جانور کی قیمت دینی ہو گی[3]۔ اس مسئلہ میں شکار کی قیمت لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: احرام کی حالت میں شکار کرنے کا کفارہ

---

[3] احرام کی حالت میں شکار کرنے اور پھر اس پر مرتب ہونے والے احکام تفصیل کے ساتھ جاننے کے لیے کتبِ فقہ سے کتاب الحج کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کی ''مِثل'' کے ساتھ ادا ہو گا۔ یہاں لفظِ ''مِثل'' مطلق ہے اور جب اسے مطلق بولا جائے، تو یہ دونوں طرح کی ''مثل'' یعنی ''مثلِ کامل'' اور ''مثلِ ناقص(4)'' کو بھی شامل ہوتا ہے۔ جہاں ''مثلِ کامل'' ادا کرنا، ممکن ہو، تو وہاں وہی ادا کی جاتی ہے اور جہاں ''مثلِ کامل'' ادا کرنا، ممکن نہ ہو، تو وہاں ''مثلِ قاصر'' یعنی اس چیز کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں مثلِ کامل یعنی شکار جیسا کوئی دوسرا جانور کفارے میں دینا ممکن نہیں، کیونکہ ایک ہی جنس کے جانور بھی قدرتی طور پر ایک دوسرے سے ضرور مختلف ہوتے ہیں، جیسے ایک ہرن دوسرے ہرن سے اپنے اوصاف (رنگ، نسل اور قد وغیرہ) کے اعتبار سے لازمی طور پر مختلف ہو گا۔ پس جب ایک ہی جنس کے جانور ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، تو جنس تبدیل ہو جانے کی صورت میں ان کے درمیان مماثلت اور مشابہت بدرجہ اولیٰ باقی نہیں رہے گی، جیسے اگر ہرن کے شکار کے کفارے میں بکری لازم کریں گے، تو یہ مثل کے ساتھ کفارہ نہیں ہو گا، حالانکہ ہمیں مثل کے ساتھ کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا یہاں ''مثلِ کامل'' کی ادائیگی ممکن نہ ہونے کی وجہ سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں ''مثل'' سے مراد ''مثلِ قاصر'' یعنی اس شکار کی قیمت ہے۔

اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کنز الدقائق اور اس کی شرح تبیین الحقائق میں یوں بیان کی گئی ہے: ''(ان قتل محرم صیدا او دل علیه من قتله فعلیه الجزاء)۔۔۔ الجزاء قیمة الصید۔۔ وهذا عند ابی حنیفة وابی یوسف ۔۔۔ ولابی حنیفة وابی یوسف: ان الواجب هو المثل، والمثل المطلق هو المثل صورة ومعنی وعند تعذره یعتبر المثل معنی، واما المثل صورة بلا معنی فلا یعتبر شرعا، مثاله اذا اتلف مال انسان یجب علیه مثله ان کان مثلیا، لانه المثل صورة ومعنی، والا فقیمته، لانه مثله معنی ویقوم مقامه، ولا یعتبر مثله صورة فی الشرع حتی لو اتلف دابة لا یجب علیه دابة مثلها مع اتحاد

---

(4) مثلِ کامل اور مثلِ ناقص کی بحث پہلی آیت کے ضمن میں صفحہ 9 پر بیان ہو چکی ہے۔

الجنس، لعدم امکان المماثلة، لاختلاف المعانی فیها، فما ظنک مع اختلاف الجنس، فاذا لم تکن البقرة مثلا للبقرة، فکیف تکون مثلا لحمار الوحش؟ وکیف تکون الشاة مثلا للظبی؟ وهی لا تکون مثلا للشاة مع اتحاد الجنس، وفساد هذا لا یخفی علی احد، وهنا تعذر حمله علی المثل صورة ومعنی فوجب حمله علی المثل معنی، وهو القیمة، لکونه معهودا فی الشرع اولکونه مرادا بالاجماع، لان مالا نظیر له تجب فیه القیمة" ترجمہ: اگر محرم نے خود شکار کو قتل کیا یا جس نے قتل کیا اس کی شکار کرنے پر رہنمائی کی، تو اس پر کفارہ لازم ہے اور کفارہ اس شکار کی قیمت ہے اور یہ امام اعظم اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے نزدیک ہے۔ ان ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ یہاں مثل دینا واجب ہے اور مطلق مثل وہ صورتاً اور معناً مثل ہے اور اس کے متعذر ہونے کے وقت معناً مثل کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ بہر حال معناً مثل کے بغیر فقط صورتاً مثل کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی مال ضائع کر دیا، تو اس کی مثل لازم ہے، جبکہ وہ مثلی ہو، کیونکہ یہ صورتاً اور معناً مثل ہے، ورنہ (اگر مثلی نہ ہو، تو) اس کی قیمت لازم ہے، کیونکہ یہ معناً مثل ہے اور اس چیز کے قائم مقام ہے اور شریعت میں فقط صورتاً اس کی مثل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر کسی کا کوئی جانور ہلاک کر دیا، تو اس پر اس کی مثل جانور لازم نہیں ہو گا، حالانکہ دونوں کی جنس ایک ہے، کیونکہ یہاں مماثلت ممکن نہیں، کہ ان میں معانی مختلف ہیں۔ پس جہاں جنس ہی مختلف ہو، تو وہاں مثل لازم کرنے کے معاملہ میں تیرا کیا گمان ہے (جیسا کہ امام شافعی نے کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اگر محرم نے ہرن کا شکار کیا، تو اس کے بدلہ میں اس کی مثل جانور یعنی بکری لازم ہے۔) پس جب ایک گائے دوسری گائے کی مثل نہیں، تو وہ حمارِ وحشی کی مثل کیسے ہو گی؟ اور بکری کیسے ہرن کی مثل ہو گی، حالانکہ جنس ایک ہونے کے باوجود یہ دوسری بکری کی بھی مثل نہیں؟ اور اس (ہرن کے مقابلہ میں بکری لازم کرنے وغیرہ) کا فساد کسی پر مخفی نہیں اور یہاں (آیت میں موجود لفظِ مثل

کو) صورتاً اور معناً مثل پر محمول کرنا متعذر ہے، تو اسے فقط معناً مثل پر محمول کیا جائے گا اور وہ قیمت ہے اور شرع میں یہ معروف بھی ہے یا معناً مثل مراد ہونے پر اجماع ہے، کیونکہ جس کی مثل نہیں ہوتی، اس میں قیمت واجب ہوتی ہے۔ (تبیین الحقائق، ج2، ص64، مطبوعہ ملتان)

اشیاء کے مثلی اور قیمی ہونے کی تقسیم پر حدیثِ پاک:

احادیثِ طیبہ میں بھی جہاں دوسرے کی چیز کے تاوان میں اسے قیمت دینے کا کہا گیا ہے، تو فقہاء نے اس سے یہ استدلال کیا کہ جو چیز مثلی نہیں اس کی قیمت مالک کو دی جائے گی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من اعتق شقصا له فی عبد **فخلاصه فی ماله ان کان له مال، فان لم یکن له مال، استسعی العبد** غیر مشقوق علیه“ ترجمہ: جس نے مشترکہ غلام میں سے اپنے حصہ کو آزاد کر دیا، **تو غلام کی مکمل آزادی اسی کے مال سے ہو گی، اگر اس کے پاس مال ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو، تو غلام سے کمائی کروائی جائے گی**، مگر غلام پر بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔

(صحیح مسلم، ج2، ص1140، مطبوعہ داراحیاء التراث)

اس حدیثِ پاک سے استدلال:

اس حدیثِ پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص مشترکہ غلام کو آزاد کر دیتا ہے، تو آزاد کرنے والا اپنے شریک کو (غلام میں موجود) اس کے حصے کی قیمت دے گا۔ فقہاء نے فرمایا کہ یہاں شریک کو اس کے حصے کی ”مثل“ یعنی کسی اور غلام میں اتنا حصہ دینا ممکن نہیں، کیونکہ ہر غلام دوسرے غلام سے قدرتی طور پر مختلف اسباب کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے اور پھر اس کے سبب قیمت میں بھی فرق ہوتا ہے، لہذا کسی اور غلام میں اتنا حصہ دینے کے بجائے اسے قیمت دینے کا فرمایا گیا اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ قیمی چیزوں میں قیمت ادا کی جائے گی۔

اس جیسی احادیث سے دلیل پکڑتے ہوئے مبسوطِ سرخسی میں یوں بیان ہوا: ” نحتج

بحدیث معروف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی عبد بین شریکین یعتقہ احدھما:"فان کان موسرا **ضمن قیمۃ نصیب شریکہ وان کان معسرا سعی العبد فی قیمۃ نصیب شریکہ** غیر مشقوق علیہ" **فھذا تنصیص علی اعتبار القیمۃ فیما لا مثل لہ**"ترجمہ:ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی معروف حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کے بارے میں ارشاد فرمایا،جو دو بندوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک اسے آزاد کر دے: **پس اگر آزاد کرنے والا خوشحال ہو،تو وہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہو گا اور اگر تنگ دست ہو،تو غلام سے اس شریک کے حصہ کی قیمت کے برابر کمائی کرائی جائے گی**،مگر اس کو مشقت میں نہیں ڈالا جائے گا۔**پس یہ حدیث ان چیزوں میں قیمت کا اعتبار کرنے پر واضح دلیل ہے کہ جن کی مثل(کامل)نہیں ملتی۔**

(مبسوطِ سرخسی،ج11،ص51،مطبوعہ دارالمعرفہ،بیروت)

قاضی شریح رضی اللہ تعالی عنہ کے فرمان سے استدلال:

فقہاء قاضی شریح رضی اللہ تعالی عنہ کے اس فرمان سے بھی دلیل پکڑتے ہیں کہ جس میں آپ نے قیمی چیزوں کی قیمت لازم ہونے کا فرمایا۔چنانچہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے:"قال شریح رضی اللہ عنہ: **من کسر عصا فھی لہ وعلیہ قیمتھا**"ترجمہ:حضرتِ شریح رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: **جس نے کسی کا عصا توڑا،تو وہ اسی کا ہو گا اور توڑنے والے پر اس کی قیمت لازم ہو گی۔**

(تبیین الحقائق،ج5،ص223،مطبوعہ ملتان)

نتیجہ بحث:

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ فقہائے کرام شرعی احکام میں اشیاء کے مثلی اور قیمی ہونے کی جو تقسیم کرتے ہیں،وہ قرآن و حدیث سے ہی ماخوذ(لی گئی)ہے اور یہ تقسیم نہ صرف عقلی ہے،بلکہ مختلف آیات واحادیث میں اس تقسیم کی طرف واضح رہنمائی موجود ہے۔

دوسری فصل

(مثلی اور قیمی اشیاء کی تعریف کے بارے میں)

کسی چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اس کی تعریف جاننا بہت ضروری ہوتا ہے۔اس لیے اس فصل میں مثلی اور قیمی اشیاء کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات بیان کی جارہی ہیں۔

مِثلی کے بارے میں لغوی بحث:

لفظِ ''مِثلی''مِثل کی طرف منسوب ہے،یعنی ''مِثل'' کی طرف نسبت کی وجہ سے اسے ''مثلی'' کہا جاتا ہے، جیسے شہر میں رہنے والے کو شہر کی طرف نسبت کی وجہ سے شہری کہتے ہیں۔اس کا اعراب دو طرح سے آتا ہے:ایک ''میم'' کے کسرہ(زیر)اور ''ثا'' کے سکون کے ساتھ یعنی ''مِثْل''اور دوسرا''میم''اور''ثا''دونوں کے فتحہ(زبر)کے ساتھ یعنی ''مَثَل''لیکن دونوں کا معنی ایک ہی ہے اور وہ **مشابہ، ملتی جلتی، ہم مثل، نظیر** وغیرہ ہے، جیسے ''شِبْہ'' اور ''شَبَہ'' ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

اور ''مثل'' کی جمع ''امثال'' آتی ہے، جبکہ ''مثلی'' کی جمع ''مثلیات'' آتی ہے۔کتبِ فقہ کے اندر مثلی چیزوں کے بارے میں ذوات الامثال کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

مثلی اشیاء کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں مثلی سے مراد وہ اشیاء ہیں کہ جن کی مثل بازار سے مل سکے اور ان کی قیمت میں معتد بہا فرق نہ ہو(یعنی بہت زیادہ فرق نہ ہو، بلکہ اگر فرق ہے، تو معمولی سا۔)

جیسے گندم ایک مثلی چیز ہے، کیونکہ گندم کی طرح کی مزید گندم مارکیٹ سے مل جاتی ہے۔ یونہی چینی مثلی چیز ہے، کیونکہ مارکیٹ سے مزید اسی طرح کی چینی مل جاتی ہے۔انڈے بھی مثلی ہیں کہ اگرچہ انڈے کا سائز دوسرے انڈے سے مختلف ہو سکتا ہے، لیکن یہ فرق اتنا معمولی ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے قیمت میں فرق نہیں کیا جاتا۔

"قیمی" کے حوالہ سے لغوی بحث:

لفظِ "قیمی" "قیمت" کی جانب منسوب ہے۔اس کا اعراب "قاف" کے کسرہ(زیر)اور "یا" کے سکون کے ساتھ یعنی "قِیْمت" ہے۔کسی چیز کا اندازے سے ریٹ مقرر کیا جائے، وہ قیمت کہلاتا ہے، یعنی وہ رقم جو سامان کے قائم مقام ہو اسے قیمت کہا جاتا ہے۔"قیمت" کی جمع "قِیَم" آتی ہے، جبکہ "قیمی" کی جمع "قیمیات" آتی ہے۔کتبِ فقہ میں قیمی چیزوں کے لیے ذوات القیَم کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

قیمی اشیاء کی اصطلاحی تعریف:

قیمی سے مراد وہ اشیاء ہیں، جو مثلی کے برخلاف ہوں، یعنی ان کی مثل بازار میں موجود نہ ہو یا اس چیز کے مختلف افراد (pieces) کے درمیان معتد بہا فرق ہو یعنی معمولی نہیں، بلکہ بہت زیادہ فرق ہو۔

جیسے بکری ایک قیمی چیز ہے، کیونکہ مارکیٹ سے اگرچہ دوسری بکری مل سکتی ہے، لیکن ہر بکری دوسری بکری سے اپنے اوصاف (رنگ، نسل، قد، عمر، وغیرہ) کی وجہ سے کافی مختلف ہوتی ہے اور ان کی قیمتوں میں کافی فرق ہوتا ہے۔زمین یا گھر بھی قیمی چیز ہے کہ ہر زمین دوسری زمین سے اور ہر گھر دوسرے گھر سے مختلف ہوتا ہے اور مختلف اسباب و اوصاف کی بناء پر ان کی قیمتوں میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا تعریفات کے بارے میں جزئیات:

درر الحکام شرح غرر الاحکام اور در مختار وغیرہ میں مثلی اور قیمی اشیاء کے بارے میں ہے:" والحاصل کمافی الدرر وغیرھا:ان کل ما یوجد لہ مثل فی الاسواق بلا تفاوت بین اجزائہ یعتد بہ وما لا یکون کذلک فھو قیمی "ترجمہ:اور حاصل کلام یہ ہے جیسا کہ درر وغیرہ میں ہے:بیشک ہر وہ چیز جس کی مثل اس کے افراد میں معتد بہا(بہت زیادہ) فرق کے بغیر بازار

میں پائی جاتی ہو (وہ مثلی ہے) اور جو ایسی نہ ہو وہ قیمی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج6، ص185، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں مثلی اور قیمی چیزوں کے بارے میں ہے: "**المثليات في اللغة:** جمع المثلي والمثلي منسوب الى المثل بمعنى الشبه قال ابن منظور: المثل كلمة تسوية، يقال: هذا مِثْلُهُ ومَثَلُهُ كما يقال: شِبْهُهُ وشَبَهُهُ بمعنى **وفي الاصطلاح المثلي:** كل ما يوجد له مثل في الاسواق بلا تفاوت يعتد به بحيث لا يختلف بسببه الثمن.....

القيميات جمع القيمي والقيمي منسوب الى القيمة وهي ثمن الشيء بالتقويم، قال الفيومي: القيمة: الثمن الذي يقاوم به المتاع اي يقوم مقامه **والقيمي في الاصطلاح** ما لا يوجد له مثل في الاسواق او يوجد لكن مع التفاوت المعتد به في القيمة وعلى ذلك فالقيميات مقابل المثليات من الاموال" ترجمہ: مِثلیات لغوی اعتبار سے مِثلی کی جمع ہے اور مثلی لفظِ مثل کی جانب منسوب ہے بمعنی مشابہت کے۔ ابن منظور نے کہا: مثل برابری کا کلمہ ہے، کہا جاتا ہے: (هذا مِثْلُهُ اور هذا مَثَلُهُ) یہ اس کی مثل ہے، جیسا کہ ایک ہی معنی میں یہ الفاظ بولے جاتے ہیں: (هذا شِبْهُهُ اور شَبَهُهُ) یہ اس کے مشابہ ہے اور اصطلاح میں مثلی: ہر وہ چیز جس کی مثل بغیر معتد بہا فرق کے بازار میں پائی جاتی ہو، اس حیثیت سے کہ اس کے سبب قیمت مختلف نہ ہو۔

قیمیات قیمی کی جمع ہے اور قیمی قیمت کی جانب منسوب ہے اور قیمت اندازے سے چیز کا مقرر کیا گیا ثمن ہے اور فیومی نے کہا: قیمت وہ ثمن ہے جو سامان کے قائم مقام ہوتا ہے اور اصطلاح میں قیمی اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کی مثل بازار میں نہ پائی جاتی ہو یا پائی جاتی ہو، لیکن قیمت میں معتد بہا فرق کے ساتھ۔ اس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ قیمی اشیاء مثلی اموال کے مقابلے میں ہوتی ہیں۔

(موسوعہ فقہیہ کویتیہ، ج36، ص110 تا 111، مطبوعہ کویت)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: **"مثلی اور قیمی کے متعلق قاعدہ کلیہ یہ ہے** کہ جس چیز کی مثل بازار میں پائی جاتی ہو اور اس کی قیمتوں میں معتدبہ فرق نہ ہو، وہ **مثلی** ہے، جیسے انڈے، اخروٹ اور جن کی قیمتوں میں بہت کچھ تفاوت ہوتا ہے، جیسے گائے، بھینس، آم، امرود وغیرہا، یہ سب **قیمی** ہیں۔"

(بہارِ شریعت، ج3، ص213، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

دوسرا باب

(مثلی چیز کے قیمی یا قیمی چیز کے مثلی ہو جانے کے بارے میں)

پہلی فصل

(مثلی چیز کے قیمی یا قیمی کے حکم میں ہو جانے کے بارے میں)

ایک چیز مثلی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ اپنی ہر حالت میں مثلی ہی رہے، بلکہ حالت میں تبدیلی وغیرہ مختلف اسباب اور وجوہات کی بنیاد پہ مثلی اشیاء میں تبدیلی بھی ہو جاتی ہے۔یعنی ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز مثلی ہو اور وہ بعد میں قیمی ہو جائے یا قیمی کے حکم میں ہو جائے۔ چنانچہ فتاوی شامی میں ہے:"ان المثلی یخرج عن المثلیۃ لمعنی خارج "ترجمہ: مثلی چیز کسی امرِ خارج کی وجہ سے مثلی ہونے سے نکل جاتی ہے۔ (ردالمحتار،ج6،ص184،مطبوعہ دارالفکر،بیروت)

لہذا اس فصل میں وہ اسباب وصورتیں بیان کی جارہی ہیں، جن میں مثلی چیز قیمی ہو جاتی ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

مثلی چیز کے قیمی ہو جانے کی مختلف صورتیں:

پہلی صورت(صنعت وبناوٹ کی وجہ سے چیز کا مثلی سے قیمی بن جانا):

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صنعت یعنی بناوٹ کے سبب مثلی چیز قیمی ہو جاتی ہے،یعنی صنعت کاری کے ذریعہ مثلی چیز سے دوسری چیزیں بنالی جائیں اور ان چیزوں کے افراد(pieces) آپس میں مختلف ہوں۔ جیسے فقہاء نے اپنے دور کے تانبے کے برتن، ہَنڈیا اور جگ وغیرہ کے بارے میں فرمایا کہ صنعت کاری سے پہلے ان کا میٹریل (یعنی تانبا) مثلی تھا اور صنعت کاری کے بعد جب تانبے کو کسی برتن، جیسے جگ یا ہَنڈیا کی شکل دے دی گئی، تو اب یہ جگ اور ہَنڈیا مثلی نہیں ہیں، بلکہ قیمی ہو گئے ہیں۔

یونہی کسی کاریگر نے سونے کے کنگن بنائے اور دوسرے کاریگر نے بھی اسی طرح کے اتنے ہی سونے سے کنگن بنائے، لیکن ہر ایک کنگن دوسرے سے بناوٹ و ڈیزائن وغیرہ کی وجہ سے مختلف ہو گا، اس لیے یہ مثلی نہیں ہوں گے، بلکہ قیمی ہوں گے، اگرچہ سونا اپنی اصل کے اعتبار سے مثلی ہے۔

نوٹ: مذکورہ حکم اس زمانے کے اعتبار سے ہے کہ جب صنعت نے ترقی نہیں کی تھی، لوگ عموماً ہاتھ سے کام کرتے تھے، خام مال اور بناوٹ کے عمل مختلف ہوتے تھے جس کی وجہ سے ایک بندے کی بنائی ہوئی چیزوں میں اور دوسرے کی بنائی ہوئی چیزوں میں، بلکہ ایک ہی شخص کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں میں بھی بسا اوقات اتنا فرق ہوتا تھا کہ چیز کی قیمت ہی بدل جاتی تھی۔

جبکہ فی زمانہ اکثر اشیاء ایسی ہیں کہ وہ ایک ہی مِل، فیکٹری، کارخانے یا سانچے میں تیار ہوتی ہیں، ان کے افراد میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور ان کی قیمت میں بھی کوئی فرق نہیں ہوتا، بلکہ ان میں سے جو بھی چیز لی جائے، اس کی قیمت ایک ہی ہوتی ہے، تو اس طرح کی تمام اشیاء جن کی مثل بازار سے ملتی ہو، تو وہ صنعت کے باوجود مثلی ہی رہیں گی۔ ہمارے زمانے میں تو اس کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں[5]، البتہ قدیم فقہائے کرام کے زمانے میں بھی کچھ ایسی مثالیں ملتی ہیں، جہاں صنعت کے باوجود چیز کو مثلی ہی شمار کیا گیا، جیسے دراہم (چاندی کے سکوں) و دنانیر (سونے کے سکوں) کو فقہاء نے بھی مثلی ہی قرار دیا ہے، کیونکہ انہیں سانچے کے ذریعہ بنایا جاتا تھا اور ان کے افراد میں باعتبار قیمت کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔

صنعت کاری کی وجہ سے بعض اوقات مثلی چیزیں مثلی ہونے سے نکل جاتی ہیں اور بعض

---

[5] فی زمانہ کون کون سی اشیاء مثلی ہیں، اس کی مزید تفصیل تیسرے باب کی تیسری فصل میں صفحہ نمبر 66 پر آئے گی۔

اوقات مثلی ہی رہتی ہیں، اس کی تشریح و تفصیل العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں یوں ہے:"ثم المثل قد یکون مصنوعا فحیث تخرجه الصنعة عن المثلیة بجعله نادرا بالنسبة الی اصله کالقمقمة والقدر والابریق یکون قیمیا وقد یکون مصنوعا بحیث لا تخرجه عن المثلیة لبقاء کثرته وعدم تفاوته کالدراهم والدنانیر المضروبة"ترجمہ: پھر مثلی چیز میں کبھی اس طرح کی صنعت کاری کی گئی ہوتی ہے کہ صنعت اسے مثلی ہونے سے نکال دیتی ہے، بایں طور کہ اس کی اپنی اصل کی طرف نسبت کرتے ہوئے دیکھا جائے، تو یہ اس سے انوکھی، نادر اور نئی صورت اختیار کر لیتی ہے، جیسے قمقمہ (تانبے یا پیتل کا برتن) ہنڈیا اور جگ (یا لوٹا)۔ پس یہ چیزیں قیمی ہیں اور مثلی چیز میں کبھی اس طرح کی صنعت کاری ہوتی ہے کہ بناوٹ اسے مثلی ہونے سے خارج نہیں کرتی، اس لیے کہ اس طرح کے اور افراد بکثرت موجود ہوتے ہیں اور باہم ان میں فرق نہیں ہوتا، جیسے ڈھلے ہوئے دراہم و دنانیر۔

(العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

اسی کی مزید تفصیل درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں یوں بیان کی گئی ہے:" **ان المصنوعات المثلية نوعان: النوع الاول: التي لا تختلف باختلاف الصنعة** کالدراهم والدنانیرفالریالات والجنیهات المصنوعة في زماننا المتداولة بین الناس هي وان کانت من المصنوعات، الا انها غیر مختلفة باختلاف الصنعة، **لانها لم تکن من مصنوعات الید، بل هي تصاغ بقالب** ولذلک فالجنیه العثماني الذی هو بمائة قرش مثل للجنیه الآخر بذات القیمة، کما ان الریال ذا العشرین قرشا مثل للریال الآخر ذی العشرین قرشا۔

النوع الثانی: المصنوعات التی تختلف باختلاف الصنعة کاباریق النحاس والقدور والاسورة ومع ان الفضة هی من المثلیات فکون الاسورة المعمولة منها قیمیة هو بسبب الصنعة، لان الصانع یصنع الاسورة بصور مختلفة ولذلک فالاسورة

المصنوعة من عشرين درهما فضة او ذهبا ليست مثلا للاسورة الاخرى المعمولة عن عشرين درهما فضة او ذهبا "ترجمہ: تیار کردہ مثلی اشیاء دو طرح کی ہوتی ہیں۔ پہلی قسم: جو بناوٹ کی وجہ سے مختلف نہیں ہوتی، جیسے دراہم اور دنانیر۔ پس ہمارے زمانے میں لوگوں میں رائج بنے ہوئے ریال اور جنیہات اگرچہ مصنوع ہیں (یعنی ان میں صنعت و بناوٹ کا دخل ہے) مگر بناوٹ کی وجہ سے ان میں اختلاف نہیں، کیونکہ یہ ہاتھ سے تیار کردہ نہیں، بلکہ انہیں سانچے کے ذریعہ ڈھالا جاتا ہے، اسی وجہ سے جنیہِ عثمانی کا سو والا سکہ، اسی قیمت کے ساتھ دوسرے جنیہ عثمانی کی مثل ہے، جیسا کہ ریال کا بیس والا سکہ دوسرے ریال کے بیس والے سکے کی مثل ہے۔

دوسری قسم: تیار کردہ وہ اشیاء جو صنعت کے مختلف ہونے کے سبب مختلف ہوتی ہیں، جیسے تانبے کے جگ اور ہنڈیا اور کنگن اور چاندی کے مثلی ہونے کے باوجود چاندی کے بنائے ہوئے کنگنوں کا قیمی ہونا صنعت کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے، کیونکہ کنگن بنانے والا مختلف طرح کے کنگن بناتا ہے، اسی وجہ سے بیس درہم چاندی یا سونے سے بنائے ہوئے کنگن دوسرے بیس درہم چاندی یا سونے کے بنائے ہوئے کنگنوں کی مثل نہیں ہوتے۔

(درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج3، ص106، مطبوعہ دار الجیل)

مزید اسی میں ہے: "اما الموزونات المختلفة والمتفاوتة بسبب اختلاف الصنعة كالاواني المصنوعة باليد فهي قيمية، لان الناس يتفاوتون في الحذق فلا يمكن مراعاة المماثلة في مصنوعاتهم "ترجمہ: بہر حال موزونی چیزیں جو صنعت کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف اور متفاوت ہوتی ہیں، جیسے ہاتھ کے بنے ہوئے برتن، تو یہ قیمی ہیں، کیونکہ لوگ مہارت میں مختلف ہوتے ہیں، لہذا ان کی تیار کردہ اشیاء میں مماثلت کی رعایت ممکن نہیں۔

(درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج3، ص106، مطبوعہ دار الجیل)

یونہی پکائے ہوئے گاڑھے شیرے کے بارے میں مجمع الضمانات میں ہے: "والدبس من ذوات القيم فلو اتلف دبس غيره فعليه قيمته، لان كل ما كان من صنع العباد لا يمكن

فیه عادة المماثلة لتفاوتهم فی الصناعة" ترجمہ: اور پکایا ہوا شیرہ قیمی چیزوں میں سے ہے، پس اگر کسی کا پکایا ہوا شیرہ ضائع کر دیا، تو اس پر شیرے کی قیمت لازم ہے، کیونکہ ہر وہ چیز جو بندوں کی بنائی ہوئی ہو، اس میں مماثلت کی (پوری) رعایت عادتاً ممکن نہیں، کیونکہ کاریگری میں وہ مختلف ہوتے ہیں۔ (مجمع الضمانات، ج1، ص118، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "اگر اس (مثلی چیز) میں **صنعت** کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جائے، مثلاً: تانبے وغیرہ کے برتن کہ یہ بھی قیمی ہیں، اگرچہ تانبا مثلی تھا۔" (بہار شریعت، ج3، ص212، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

دوسری صورت (خلاف جنس چیز کے ساتھ مِکس ہونے کی وجہ سے چیز کا مثلی سے قیمی ہو جانا):

مثلی چیز خلاف جنس چیز کے ساتھ اس طرح مِکس ہو جائے کہ ان کے مابین تمیز نہ ہو سکے اور ان کو علیحدہ نہ کیا جا سکتا ہو یا تمیز و علیحدہ کرنا، ممکن تو ہو، لیکن بہت دشوار ہو، تو ان دونوں صورتوں میں ملاوٹ کے بعد جو چیز وجود میں آئی، وہ قیمی کہلائے گی اگرچہ ملاوٹ سے پہلے اپنے اپنے طور پر یہ دونوں چیزیں مثلی تھیں۔

پہلی مثال: جیسے تِل کا تیل اور زیتون کا تیل اپنے اپنے اعتبار سے مثلی ہیں، لیکن اگر یہ دونوں آپس میں مِکس ہو جائیں، تو اب ان کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اور اب یہ جو مجموعہ تیار ہوا، اسے مثلی نہیں کہا جائے گا، بلکہ یہ قیمی شمار ہو گا۔

دوسری مثال: گندم کے دانے جَو کے دانوں کے ساتھ مل جائیں، تو ان کو جدا جدا کرنا اگرچہ ممکن ہے، لیکن کافی دشوار ہے اور اب ان دونوں کے ملنے کے بعد جو مجموعہ بنا اس کو مثلی نہیں، بلکہ قیمی شمار کیا جائے، اگرچہ اپنی اپنی اصل کے اعتبار سے ان میں سے ہر ایک چیز مثلی تھی۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں قیمی چیزوں کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "والمثلی المخلوط بخلاف جنسه کالحنطة المخلوطة بالشعیر والخل المخلوط

بالزیت ونحو ذلک" ترجمہ: اور مثلی چیز جو خلاف جنس چیز کے ساتھ ملادی گئی ہو (وہ قیمی ہو جاتی ہے) جیسے گندم جَو کے ساتھ ملادی گئی ہو یا سرکہ زیتون کے تیل کے ساتھ ملادیا گیا ہو اور اس کی مثل دیگر چیزیں۔ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج5، ص224، مطبوعہ ملتان)

مزید اسی بارے میں جامع الفصولین اور در مختار میں ہے: "(والمثلی المخلوط بخلاف جنسه) کبر مخلوط بشعیر وشیرج مخلوط بزیت ونحو ذلک کدهن نجس (قیمی)" ترجمہ: اور مثلی چیز جو خلاف جنس چیز کے ساتھ ملادی گئی ہو، جیسے گندم جَو کے ساتھ ملادی گئی ہو یا تِل کا تیل زیتون کے تیل کے ساتھ ملادیا گیا ہو اور اس کی مثل دیگر چیزیں، جیسے ناپاک تیل، تو یہ (مذکورہ چیزوں میں سے ہر ایک) قیمی ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، ج6، ص183، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "مثلی چیز اگر دوسری جنس کے ساتھ مخلوط ہو جائے **اور تمیز دشوار ہو**، جیسے گیہوں کو جو میں ملا دیا **یا تمیز نہ ہوسکے**، جیسے تِل کا تیل کہ اس کو روغنِ زیتون میں ملادیا یا پاک تیل کو ناپاک تیل میں ملادیا، **اب یہ مثلی نہیں ہے، بلکہ قیمی ہے۔**" (بہار شریعت، ج3، ص212، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(مثلی چیز کا قیمی کے حکم میں ہو جانا)

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز اپنی حقیقت کے اعتبار سے تو مثلی ہی ہوتی ہے، لیکن کچھ خاص مواقع پر یا کچھ خاص احکام کے لحاظ سے اس چیز کو قیمی کے حکم میں مان لیا جاتا ہے۔ یہاں ان میں سے بعض مواقع ذکر کیے جارہے ہیں:

قیمی کے حکم میں ہونے کی پہلی صورت (بازار سے مثل کا دستیاب نہ رہنا):

مثلی چیز چونکہ وہی ہوتی ہے کہ جس کی مثل مارکیٹ سے مل جاتی ہے، لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مثلی چیز کی مثل بازار سے ختم ہو جاتی ہے اور اب وہ مارکیٹ میں دستیاب نہیں رہتی، تو اس طرح

کسی چیز کی مثل بازار سے ملنا ختم ہو جائے (اگرچہ لوگوں کے گھروں میں میسر ہو) تو وہ قیمی کے حکم میں ہو جاتی ہے۔ لہذا اگر کسی نے دوسرے کی ایسی کوئی مثلی چیز ضائع کی، تو اس کے تاوان کے طور پر اس شخص کو چیز کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

مارکیٹ سے مثل ختم ہونے کا کوئی بھی سبب ہو سکتا ہے، مثلا: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ چیز ایک خاص موسم سے تعلق رکھتی ہے اور وہ موسم اب گزر چکا ہے، اس لیے مارکیٹ سے ختم ہو گئی، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح کی چیز صنعت کار و متعلقہ کمپنی نے بنانا ہی بند کر دی ہے، وغیرہ۔

اس بارے میں محیطِ برہانی میں ہے: "حين انقطع من ايدى الناس صار بمنزلة عرض لا مثل له "ترجمہ: مثلی چیز جب لوگوں کے ہاتھوں سے منقطع ہو جائے، تو وہ اس سامان کے قائم مقام ہے، جس کی مثل نہیں ہوتی۔

(محیطِ برھانی، ج 5، ص 476، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے: " وحد الانقطاع ان لا يوجد فى السوق الذى يباع فيه **وان كان يوجد فى البيوت** ذكره فى النهاية معزيا الى ابى بكر البلخى "ترجمہ: چیز منقطع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس بازار میں وہ بیچی جاتی ہے اس میں موجود نہ رہے، اگرچہ لوگوں کے گھروں میں موجود ہو۔ اسے صاحبِ نہایہ نے نہایہ میں ابو بکر بلخی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج 5، ص 223، مطبوعہ ملتان)

اس کی مزید تفصیل درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں یوں ہے: "اما لو انقطع المثلي بعد ان غصب واستهلك لزم اعطاء قيمته ايضا، وحد الانقطاع هو عبارة عن ان يكون الشيء موجودا فى موسم خاص ويمر ذلك الموسم كموسم البلح (ابو السعود) فان **انقطع المثلي بحيث لم يوجد فى الاسواق كما فى الكرمانى وغيره او لم يوجد اصلا**، كما فى (شرح الطحطاوى والقهستانى) تلزم القيمة، مثلا لو غصب احد من آخر عنبا زينيا فى شهر ايلول الغربى وخاصمه المغصوب منه فى شهر تشرين

الاول،فاذا لم یوجد عنب زینی فی ذلک الشھر فی السوق عد منقطعا.....ومع ذلک لو تحمل الغاصب مشقۃ واحضر مثلہ حال الانقطاع یجبر المالک علی قبولہ "ملتقطا ترجمہ: بہر حال اگر کسی نے مثلی چیز غصب کر کے ہلاک کر دی اور اس کے بعد مثلی چیز (بازار سے) منقطع ہو گئی، تو اب بھی اس کی قیمت دینا لازم ہے اور چیز کے منقطع ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز کسی خاص موسم میں موجود ہوتی ہو اور وہ موسم ختم ہو جائے، جیسا کہ موسم بلخ۔ پس اگر مثلی چیز ختم ہو گئی اس حیثیت سے کہ وہ بازاروں میں موجود نہیں (جیسا کہ کرمانی وغیرہ میں ہے) یا بالکل کہیں بھی موجود نہیں (جیسا کہ شرح طحطاوی اور قہستانی میں ہے) تو اس کی قیمت لازم ہو گی، مثلاً: اگر کسی شخص نے ماہِ ستمبر میں دوسرے کے زینی انگور غصب کیے اور مغصوب منہ (جس سے انگور غصب کیے گئے ہیں، اس) نے ماہِ اکتوبر میں اس سے مطالبہ کیا، پس جب زینی انگور اس مہینے بازار میں موجود نہ ہوں، تو انہیں منقطع شمار کیا جائے گا۔ بہر حال جب وہ چیز بازار سے ملنا بند ہو چکی تھی، تو ان حالات میں بھی اگر غصب کرنے والے نے مشقت اٹھا کر اس چیز کی مثل حاضر کر دی، تو مالک کو وہ چیز لینے پر مجبور کیا جائے گا۔

(درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج2، ص526، مطبوعہ دار الجیل)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "مثلی ہے، مگر اس وقت موجود نہیں ہے، یعنی بازار میں نہیں ملتی، اگرچہ گھروں میں اس کا وجود ہے، تو اس صورت میں بھی قیمت تاوان میں دے سکتا ہے۔"

(بہار شریعت، ج3، ص212، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قیمی کے حکم میں ہونے کی دوسری صورت (حقِ شرع کی رعایت):

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چیز اپنی حقیقت کے اعتبار سے تو مثلی ہوتی ہے، لیکن حقِ شرع کی وجہ سے قیمی کے حکم میں شمار ہوتی ہے، جیسے شراب مثلی ہے، لیکن مسلمان نہ اس کا مالک بن سکتا ہے اور نہ ہی دوسرے کو بنا سکتا ہے، لہذا اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم ذمی شخص کی شراب ضائع کر دی، تو

تاوان میں اسے شراب نہیں دلائی جائے گی، بلکہ اس کی جتنی قیمت تھی، وہ مسلمان سے دلوائی جائے گی۔ تو یہاں شراب اپنی ذات میں مثلی ہونے کے باوجود قیمی کے حکم میں ہے۔

اس بارے میں در مختار میں ہے: "ان الخمر فی حق المسلم قیمی حکما" ترجمہ: بے شک شراب مسلمان کے حق میں حکمی طور پر قیمی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج6، ص185، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

مزید اسی بارے میں فتاوی شامی میں ہے: "المثلی ما التحق بغیر المثلی کالخمر فی حق المسلم" ترجمہ: مثلی چیز جو غیر مثلی کے حکم میں ہو جائے، جیسے شراب مسلمان کے حق میں ہے۔ (فتاوی شامی، ج6، ص231، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

اگر مسلمان نے ذمی کی شراب ہلاک کی، تو مسلمان پر اس کی قیمت لازم ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب الہدایہ میں ہے: "واذا اتلف المسلم خمر الذمی او خنزیرہ ضمن قیمتھما۔ الا انہ تجب قیمۃ الخمر وان کان من ذوات الامثال، لان المسلم ممنوع عن تملیکہ، لکونہ اعزازا لہ" ترجمہ: اور جب مسلمان نے ذمی کی شراب یا اس کا خنزیر ہلاک کر دیا، تو مسلمان ان دونوں کی قیمت کا ضامن ہو گا۔ شراب اگرچہ ذوات الامثال (مثلی چیزوں) میں سے ہے، مگر اس کی قیمت لازم ہو رہی ہے، کیونکہ مسلمان کو اس چیز سے روک دیا گیا ہے کہ وہ کسی دوسرے کو شراب کا مالک بنائے، کہ اس میں شراب کو عزت دینا ہے (حالانکہ شراب کوئی قابلِ عزت چیز نہیں۔) (الھدایہ، ج4، ص304تا305، مطبوعہ داراحیاء التراث، بیروت)

قیمی کے حکم میں ہونے کی تیسری صورت (چیز کا بالکل ہلاکت کے قریب پہنچ جانا):

مثلی چیز ہلاکت وضائع ہونے کے بالکل قریب ہو، تو اس حالت میں وہ چیز قیمی کے حکم میں ہو جاتی ہے یعنی ایسی صورت میں اگر کسی نے دوسرے کی وہ چیز جو اس حالت میں پہنچ چکی تھی، جان بوجھ کر ضائع کر دی تو تاوان کے طور پر اس چیز کی مثل دینا لازم نہیں ہو گا، بلکہ اس کا تاوان قیمت کے

ساتھ ادا کیا جائے گا، جیسے ملّاح (کشتی چلانے والا) کشتی پہ گندم وغیرہ لے کر جا رہا تھا، کشتی ڈوبنے لگی، اسے معلوم ہے کہ گندم نہیں پھینکوں گا، تو کشتی ڈوب جائے گی اور گندم بھی ہلاک ہو جائے گی، اس نے گندم دریا میں پھینک دی۔

اب فقہاء فرماتے ہیں کہ گندم اگرچہ مثلی ہے، لیکن یہاں ملّاح گندم کی مثل کے ساتھ تاوان نہیں دے گا، بلکہ ہلاکت کے وقت گندم کی جو قیمت تھی، اس کا تاوان دے گا۔ یہاں اس وقت کی قیمت کے ساتھ تاوان لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو گندم ہلاکت کے قریب ہو گی، اس کی قیمت بہت تھوڑی ہو گی اور اس کے مقابلہ میں مارکیٹ میں بکنے والی گندم مہنگی ہو گی۔ اگر یہاں ملّاح کو پانی میں پھینکی جانے والی گندم کی مقدار کے مطابق گندم ادا کرنے کا پابند کریں گے، تو کم قیمت والی گندم کا تاوان زیادہ قیمت والی گندم سے ادا کرنے کا حکم لازم آئے گا، جو شرعی اصولوں کے خلاف ہے، کیونکہ پیچھے قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان ہو چکا کہ مثل کے ساتھ ہی تاوان لیا جا سکتا ہے، اس سے بڑھ کر نہیں۔

در مختار میں ہے: "وكل مكيل وموزون مشرف على الهلاك مضمون بقيمته في ذلك الوقت كسفينة موقورة اخذت في الغرق والقى الملاح ما فيها من مكيل وموزون يضمن قيمتها ساعته، كما في المجتبى" ترجمہ: ہر مکیلی اور موزونی چیز جو ہلاکت کے قریب ہو اس کا ضمان اس وقت کی قیمت کے ساتھ ادا کیا جائے گا، جیسے بوجھ لادی ہوئی کشتی ڈوبنے لگی اور کشتی بان نے کشتی میں لادی ہوئی مکیلی اور موزونی چیزیں پانی میں ڈال دیں، تو وہ اس وقت کی ان کی قیمت کا ضامن ہو گا۔

"قوله يضمن قيمتها ساعته" اس کے تحت فتاوی شامی میں ہے: "اى ساعة الالقاء اى قيمته مشرفا على الهلاك، فان له قيمة وان قلت، لاحتمال النجاة" ترجمہ: وہ چیز پانی میں ڈالنے کے وقت یعنی ہلاکت کے قریب ہونے کے وقت اس چیز کی قیمت کا ضمان دے گا، کیونکہ اس

وقت اس چیز کی کچھ نہ کچھ قیمت ہو گی، اگرچہ کم ہو گی، کیونکہ اس کے بچ جانے کا بھی احتمال ہے۔
(درمختار وردالمحتار، ج6، ص184، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

ہلاک شدہ چیز کا تاوان لازم کرنے میں اس چیز کی صفت مالیت کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے، جیسا کہ اصول السرخسی میں ہے: "لا یجوز ان یوجب علی المتلف فوق ما اتلف في صفة المالية كما لا يوجب الجيد باتلاف الردیء "ترجمہ: ہلاک کرنے والے پر ہلاک شدہ چیز کی مالیت سے بڑھ کر کوئی چیز لازم کرنا، جائز نہیں، جیسا کہ گھٹیا چیز ہلاک کرنے کی صورت میں عمدہ چیز لازم نہیں کی جاسکتی۔ (اصول السرخسی، ج2، ص259، مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت)

نوٹ:

مثلی چیز کے قیمی کے حکم میں ہو جانے کی مزید بھی صورتیں کتب فقہ میں موجود ہیں جن کو تفصیلی کتب، جیسے شرح مجلہ وغیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

دوسری فصل

(قیمی چیز کے مثلی ہو جانے کے بارے میں)

مختلف وجوہات کی بنیاد پہ جس طرح مثلی اشیاء قیمی ہو جاتی ہیں، یونہی قیمی اشیاء میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے، یعنی ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز ایک زمانے میں قیمی ہو یا قیمی کے حکم میں ہو، لیکن بعد میں وہ مثلی ہو جائے۔ اس فصل میں اس طرح کی صورتوں کے بارے میں بحث کی جائے گی۔

قیمی اشیاء کے مثلی ہو جانے کی تفصیل:

قیمی چیز چونکہ اسی وجہ سے قیمی ہوتی ہے کہ اس کی مثل بازار سے نہیں ملتی، لہذا اگر کسی قیمی چیز کی مثل بازار سے ملنا شروع ہو جائے، تو وہ اب قیمی نہ رہے گی، بلکہ مثلی ہو جائے گی۔

قیمی چیز کا مثلی کے حکم میں لوٹ جانا (مارکیٹ میں دوبارہ دستیاب ہونے کی وجہ سے):

مثلی چیز کی مثل جب بازار سے ملنا بند ہو جائے، تو وہ قیمی کے حکم میں ہو جاتی ہے، جیسا کہ پچھلی فصل میں اس کی تفصیل گزری، لیکن اگر پھر دوبارہ اسی چیز کی مثل بازار میں ملنا شروع ہو جائے، تو اب وہ چیز دوبارہ حقیقی و حکمی دونوں اعتبار سے مثلی ہو جاتی ہے۔ ایسا مختلف اسباب کی وجہ سے ہو سکتا ہے مثلا:

کوئی مثلی چیز خاص موسم سے تعلق رکھتی تھی اور موسم گزر جانے کی وجہ سے وہ چیز بازار سے ختم ہو گئی اور قیمی کے حکم میں ہو گئی، لیکن جب دوبارہ موسم آیا تو بالکل اسی طرح کی اور اسی صفات کی چیز مارکیٹ میں دوبارہ دستیاب ہو گئی، تو اب اس کا حکم دوبارہ مثلی والا ہو جائے گا کہ جس سبب سے وہ مثلی نہ رہی تھی، اب وہ سبب ختم ہو گیا۔

اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کمپنی نے مخصوص مثلی چیز بنانا بند کر دی اور وہ مارکیٹ سے ختم ہو گئی، جس کی وجہ سے وہ مثلی سے قیمی کے حکم میں ہو گئی، لیکن اس کے بعد پھر سے کمپنی نے وہی چیز

بنانا شروع کر دی اور اب وہ مارکیٹ میں دستیاب ہو گئی، تو اب وہی چیز دوبارہ مثلی کے حکم میں آجائے گی۔

قیمی اشیاء کے مثلی ہو جانے کے بارے میں الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:"

وانقلاب المال القیمی الی مثلی یکون فی حال الکثرۃ بعد الندرۃ، **فاذا کان المال نادر الوجود فی السوق، ثم اصبح کثیر الوجود، صار مثلیاً** بعد ان کان لہ قیمۃ خاصۃ

"ترجمہ: اور مالِ قیمی کا مالِ مثلی کی طرف پلٹ آنا اس وقت ہوتا ہے جب نادر الوجود ہونے کے بعد وہ چیز کثرت سے دستیاب ہونا شروع ہو جائے۔ پس جب مال بازار میں نادرالوجود تھا، پھر وہ کثیر الوجود ہو گیا، تو وہ مثلی ہو گیا بعد اس کے کہ اس کی ایک خاص قیمت ہو۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج4، ص408، مطبوعہ دارالفکر)

صنعت وبناوٹ میں جِدّت کی وجہ سے چیز کا مثلی ہو جانا:

یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے ایک چیز کی صنعت وبناوٹ اس طرح کی تھی کہ اس کے افراد (pieces) باہم ایک دوسرے سے کافی مختلف ہوتے تھے، جس کی وجہ سے وہ چیز قیمی تھی، لیکن بعد میں اسی چیز کی صنعت اس طور پر ہونے لگی کہ اب تمام افراد ایک جیسے اور ہم مثل ہوتے ہیں یا کوئی فرق ہوتا ہے تو معمولی سا اور ناقابل شمار فرق ہوتا ہے، تو اب یہ نئی بناوٹ والی چیز اگر مارکیٹ میں دستیاب ہو، تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ چیز پہلے قیمی ہوتی تھی اور اب یہ مثلی ہے۔

صابن کے قیمی سے مثلی ہو جانے کی تفصیل:

صابن کے بارے میں اس طرح کی گفتگو ہمیں فقہائے کرام کے کلام میں ملتی ہے کہ عموما صابن بنانے کا جو پہلے طریقہ ہوا کرتا تھا، تو وہ تیل ڈال کر بنایا جاتا تھا اور جو تیل ڈالا جاتا تھا، تو وہ کبھی کم، کبھی زیادہ ہوتا تھا، جس کی وجہ سے اسے مثلی چیز نہیں، بلکہ قیمی شمار کیا گیا، لیکن ساتھ ہی فقہائے کرام نے یہ واضح فرمایا کہ اگر ایک ہی طرح کے اجزاء سے اور ایک ہی طریقے پر صابن تیار کیا جائے تو

اب اسے مثلی کہا جائے گا۔

صابن کے مثلی اور قیمی ہونے کے حوالہ سے العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں یوں تفصیل بیان کی گئی ہے:"ذکر فی العمادیۃ ما حاصلہ: **ان الصابون قیمی**، لان الدھن فی ھذا الصابون قد یکون اقل منہ فی الآخر **حتی لو کانا علی السواء بان کانا من دھن**[6] **واحد یضمن مثلہ** وعلی ھذا فما نقلہ الشیخ اسماعیل الحائک مفتی دمشق فی کتاب السلم من فتاواہ عن فتاوی الصیرفیۃ من ان فی الصابون قولین **یمکن التوفیق فیہ بینھما** بما ذکرناہ عن العمادیۃ "ترجمہ: عمادیہ میں ذکر کیا گیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ بے شک صابن قیمی ہے، کیونکہ کبھی ایک صابن میں تیل دوسرے صابن سے کم ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ دونوں ایک جیسے ہوں، بایں طور کہ وہ ایک ہی تیل سے بنائے گئے ہوں، تو اس کی مثل بطور تاوان لازم ہوگی۔ پس جو مفتی دمشق، شیخ اسمٰعیل الحائک نے اپنے فتاوی کی کتاب السلم میں فتاوی صیرفیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بے شک صابن کے بارے میں دو قول ہیں، تو ان دونوں قولوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے، اس طور پر کہ جو ہم نے عمادیہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص163، مطبوعہ دار المعرفہ)

اسی بارے میں درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:"الصابون من ھذا القبیل قیمی، لان الزیت الذی فی الصابون یکون کثیرا فیہ وقلیلا فی الصابون الاخر، اما اذا کان الزیت متساویا فی صابونین فیکون مثلیا، فلذلک اذا صنع الصابون من نوع زیت وکانت جمیع اجزائہ بعین الجنس والمقدار فیکون مثلیا"ترجمہ: اور صابن اسی قبیل سے

---

[6] یہاں اصل نسخے میں "من دنّ" لکھا ہوا ہے اور وہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، اصل عبارت یوں ہونی چاہیے "من دھن" جیسا کہ اسی مسئلہ میں فتاوی شامی کے جزئیہ میں بھی "من دھن" ہی ہے۔ ہم نے صحیح کر کے لکھ دیا ہے۔

قیمی ہے، کیونکہ صابن میں جو تیل ڈالا جاتا ہے، وہ ایک میں زیادہ ہوتا ہے اور دوسرے میں کم۔ بہر حال جب دو صابنوں میں تیل برابر ہو، تو وہ مثلی ہوں گے، اسی وجہ سے جب ایک ہی طرح کے تیل سے صابن بنایا اور اس کے تمام اجزاء بعینہ اسی جنس اور مقدار سے بنے ہوں، تو وہ مثلی ہو گا۔

(درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج3، ص107 تا108، مطبوعہ دار الجیل)

اور فتاوی شامی میں ہے: "**وافتی فی الاسماعیلیۃ من الغصب فی موضع بانہ قیمی وفی آخر بانہ مثلی** واقول: المشاھد الان تفاوتہ فی الصنعۃ والرطوبات والجفاف وجودۃ الزیت المطبوخ منہ وغیر ذلک ولذا قال فی الفصولین: حتی لو کانا سواء بان اتخذا اعنی الصابونین من دھن واحد یضمن مثلہ اھ، فعلی ھذا ینبغی ان یقال ان امکنت المماثلۃ کان اتلف مقدارا معلوما وعندہ من طبختہ المسماۃ فی عرفنا فسخۃ یضمن مثلہ منھا والا فقیمتہ" ترجمہ: اور اسمٰعیلیہ کے کتاب الغصب میں ایک جگہ فتوی دیا کہ بے شک صابن قیمی ہے اور دوسری جگہ فتوی دیا کہ بے شک یہ مثلی ہے اور میں کہتا ہوں کہ اب صابن کی بناوٹ، اس کے تر ہونے، خشک ہونے اور اس میں پکائے گئے تیل کی عمدگی میں فرق کا مشاہدہ ہے۔ اسی وجہ سے جامع الفصولین میں ہے: یہاں تک کہ اگر دونوں صابن ایک جیسے ہوں بایں طور کہ دونوں صابن ایک ہی تیل سے بنائے گئے ہوں، تو اس کی مثل کے ساتھ ضامن ہو گا۔ پس اسی بناء پر مناسب ہے کہ یوں کہا جائے: اگر دونوں صابنوں میں مماثلت ہو جیسا کہ اگر کسی کے صابن کی مخصوص مقدار ہلاک کی اور اس کے پاس اس طرح کا صابن موجود ہے جس کو ہمارے عرف میں "فسخہ" کہا جاتا ہے، تو وہ اس میں سے اس کی مثل کے ساتھ ضامن ہو گا، ورنہ اس کی قیمت کا۔

(فتاوی شامی، ج6، ص184، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

کپڑے کے قیمی سے مثلی ہو جانے کی تفصیل:

اسی طرح کپڑے کے بارے میں زمانہ ماضی کے فقہائے کرام نے عمومی قاعدے کے طور پر یہ فرمایا تھا کہ کپڑا مثلی نہیں، بلکہ قیمی اشیاء میں سے ہے، کیونکہ اس وقت کپڑے کی مثل بازار سے نہیں

ملتی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ کپڑا ہاتھ سے کھڈی پر بنایا جاتا تھا اور اس طرح تیار ہونے والا ہر کپڑا دوسرے سے مختلف ہوتا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب مخصوص طرح کے کپڑوں کی مثل بازار سے ملنا شروع ہو گئی، تو فقہاء نے اس مخصوص کپڑے کو مثلی قرار دے دیا اور پہلے جو عمومی قاعدہ بیان فرمایا تھا کہ کپڑا قیمی اشیاء میں سے ہے، تو اس عمومی قاعدے سے اس مخصوص کپڑے کو خارج کر دیا۔

کپڑے کے قیمی ہونے کے متعلق فتح القدیر اور تکملہ بحر الرائق للطوری میں ہے: واللفظ للثانی: "الثوب من القیمی، لا من المثلی" ترجمہ: کپڑا قیمی چیز ہے، مثلی نہیں۔

(تکملۃ بحر الرائق، ج 8، ص 307، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی)

لیکن کپڑے کی ایک مخصوص قسم کو فقہاء نے مثلی شمار کیا، اس کی وضاحت العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں یوں ہے: "ان المذروع الذی لا یتفاوت مثلی کثوب کرباس نسج من غزل واحد، فمن اتلف ذراعا من ذلک الثوب یضمنہ بمثلہ من ذلک الثوب او من ثوب آخر نسج من ذلک الغزل اذا لم یکن بینھما تفاوت یعتد بہ" ترجمہ: بے شک گزوں کے ساتھ ماپی جانے والی جن چیزوں میں فرق نہیں ہوتا، وہ مثلی ہیں، جیسے سوتی کپڑا جو ایک ہی سُوت سے بُنا گیا ہو۔ پس جس نے کسی دوسرے کے ایسے کپڑے کا ایک گز ہلاک کر دیا، تو وہ اسی کپڑے یا کسی دوسرے کپڑے (جو اسی سُوت کے ساتھ بُنا گیا ہو) میں سے اسی کی مثل کے ساتھ ضمان دے گا، جبکہ ان کے مابین معتد بہا فرق نہ ہو۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج 2، ص 163، مطبوعہ دار المعرفہ)

اسی بارے میں درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے: "اما الذرعیات کالجوخ من جنس واحد والقماش من مصنوعات المعامل التی لا یوجد تفاوت بین افرادھا ویباع کل ذراع منھا بکذا درھما فھی مثلیۃ" ترجمہ: بہر حال گزوں کے ساتھ ماپ کر بکنے والی اشیاء جیسا کہ ایک ہی جنس سے بنا ہوا جوخ (مخصوص کپڑا) اور قماش (مخصوص کپڑا) کارخانوں کی تیار کردہ

ان اشیاء میں سے ہے کہ جن کے افراد میں فرق نہیں ہوتا اور ان میں سے ہر ایک گز کو مخصوص دراہم کے بدلے میں بیچا جاتا ہے، تو یہ مثلی ہیں۔

(درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج3، ص106، مطبوعہ دار الجیل)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "**کپڑے جو گزوں سے بکتے ہیں، جیسے ململ، لٹھا وغیرہ کہ اس کی سب تھیں ایک سی ہوتی ہیں، یہ مثلی ہیں** اور جو کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ گزوں سے نہ بکیں وہ قیمی ہیں۔"

(بہار شریعت، ج3، ص212، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نوٹ:

فی زمانہ بھی کپڑے تیار کرنے والی ملیں اور فیکٹریاں بن گئیں کہ ان میں ہزاروں گز کپڑا ایک جیسا ہی تیار ہوتا ہے، جس کے افراد (pieces) میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ کپڑے کا میٹریل، ڈیزائن، لمبائی، چوڑائی اور بناوٹ وغیرہ سب ایک جیسا ہوتا ہے اور ان کے مختلف گزوں یا تھانوں کی قیمت میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔ بلاشبہ اس طرح کے کپڑے مثلی ہی ہیں۔ لیکن یہ اسی وقت تک مثلی رہیں گے جب تک ان کی مثل کپڑا بازاروں میں ملتا رہے، جب وہ کپڑا بازاروں سے ملنا بند ہو جائے، تو وہ کپڑا قیمی کے حکم میں آجائے گا، بازار سے مثل منقطع ہو جانے کی وجہ سے۔

مثلی اور قیمی اشیاء میں تبدیلی ہونے کے حوالے سے حاصلِ کلام:

اس بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ مثلی چیز کا قیمی کے حکم میں آجانا اور قیمی چیز کا مثلی کے حکم میں آجانا مختلف اسباب کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے اور اس چیز کا **دارومدار اس بات پر ہے کہ اس کی مثل بغیر کسی بڑے فرق کے بازار سے مل رہی ہے یا نہیں**۔ لہذا فقہاء نے جس چیز کو اس وجہ سے مثلی کہا تھا کہ اس کی مثل بازار سے مل رہی ہے، تو اس کی مثل بازار سے ختم ہونے کی وجہ سے وہ قیمی کے حکم میں ہو جائے گی اور جس کو اس وجہ سے قیمی کہا کہ اس کی مثل بازار سے نہیں ملتی تھی، تو اگر اس کی مثل بازار سے دستیاب ہونا شروع ہو جائے، تو وہ مثلی کے حکم میں ہو جائے گی۔

تیسرا باب

(مختلف مثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان اور مثالوں کے بارے میں)

پہلی فصل

(مثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان اور وہ چیزیں جو عموماً مثلی یا قیمی ہوتی ہیں)

مثلی اور قیمی اشیاء کی تعریف پیچھے بیان ہو چکی ہے۔[7] یہاں اس فصل میں مثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان کے حوالے سے عمومی باتیں جانتے ہیں کہ کن امور میں مُماثلت / مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کو دوسری چیز کے ہم مثل کہا جائے گا اور عموماً کونسی چیزیں مثلی ہوتی ہیں اور کونسی قیمی ہوتی ہیں؟

کن امور میں مماثلت / مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کو دوسری چیز کی ہم مثل کہا جائے گا؟

ایک چیز کے دوسری چیز کے ہم مثل ہونے کے لیے بیک وقت دو شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اگر ان دونوں میں سے ایک شرط بھی نہیں پائی جائے گی، تو ان دونوں چیزوں کو ایک دوسرے کے ہم مثل نہیں کہا جائے گا۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

دو چیزوں کے ہم مثل ہونے کی پہلی شرط:

دونوں اشیاء مالیت میں برابر ہوں، یعنی ان دونوں کی قیمت ایک جیسی ہو، اگر بالفرض ان کی قیمت میں فرق ہو، تو بہت تھوڑا ہو، جسے عام طور پر لوگ فرق شمار ہی نہ کرتے ہوں۔ لہذا جن دو چیزوں کی قیمت میں بہت زیادہ فرق ہو گا، انہیں ایک دوسرے کی ہم مثل نہیں کہا جائے گا، اگرچہ وہ بقیہ امور میں ایک دوسرے کی ہم مثل ہوں۔

مثال: ایک انڈا قیمت کے اعتبار سے عموماً دوسرے انڈے کی ہم مثل ہی ہوتا ہے، جبکہ اس کے

---

[7] پہلے باب کی دوسری فصل میں صفحہ 18 تا 19 پر مثلی اور قیمی اشیاء کی لغوی و اصطلاحی تعریف اپنی تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔

مقابلے میں حیوان کی ایک جنس کے افراد بھی قیمت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، مثلاً ایک بھینس کی قیمت مختلف اسباب (قد، نسل اور دودھ کم، زیادہ ہونے) کی وجہ سے دوسری بھینس سے مختلف ہو گی۔

دو چیزوں کے ہم مثل ہونے کی دوسری شرط:

دونوں چیزیں قیمت میں برابر ہونے کے ساتھ اوصاف / کوالٹی میں بھی ایک جیسی ہوں یعنی اگر ایک عمدہ ہے، تو دوسری بھی عمدہ ہو اور ایک ناقص ہے، تو دوسری بھی ناقص ہو وغیرہ۔ لہذا اگر دو چیزوں کے اوصاف / کوالٹی میں فرق ہے، تو وہ ایک دوسرے کی ہم مثل نہیں ہوں گی، اگرچہ بقیہ امور میں وہ ایک دوسرے کے ہم مثل ہوں۔

مثال: اعلیٰ کوالٹی کی گندم اسی کوالٹی کی گندم کی ہم مثل تو ہو گی (جبکہ ان کی قیمت میں بہت زیادہ فرق نہ ہو) لیکن نارمل کوالٹی کی گندم کی ہم مثل نہیں ہو گی۔ یونہی اعلیٰ کوالٹی کے چاول اسی کوالٹی کے چالوں کی ہم مثل تو ہوں گے (جبکہ ان کی قیمت میں بہت زیادہ فرق نہ ہو)، لیکن نارمل کوالٹی کے چاولوں کی ہم مثل نہیں ہوں گے[8]۔ اسی اصول اور ضابطے کے پیشِ نظر بقیہ اشیاء کے معاملہ میں بھی فیصلہ کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا دونوں شرائط کے فقہی جزئیات:

مالیت میں ایک دوسرے کے ہم مثل ہونے کے بارے میں تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے: "قلنا: انما تعتبر المماثلة في المالية ومالية هذه الاشياء متساوية، فان الفلس يماثل الفلس في المالية وكذلك الجوز والبيض ولهذا لا تتفاوت قيمة آحاده

---

[8] ہاں سود کے باب میں چیز کی جنس ایک ہو، تو نوع کے فرق کو نہیں دیکھا جاتا، مثلا: اعلی کوالٹی کی ایک کلو کھجور کی ادنی کوالٹی کی دو کلو کھجور کے بدلے خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ ساجد

عرفا،فكانت المماثلة فيه اتم من المكيل والموزون،فوجب جبر الفائت بجنسه، لكونه مثلا له صورة ومعنى" ترجمہ:ہم نے کہا کہ (تاوان کے معاملہ میں دوچیزوں کے درمیان)مالیت میں مماثلت ضروری ہے اور ان اشیاء(عددی متقارب جیسے اخروٹ اور انڈے وغیرہ)کی مالیت برابر ہے،پس بے شک ایک پیسہ مالیت میں دوسرے پیسے کی مثل ہے اور اسی طرح اخروٹ اور انڈے ،اسی وجہ سے ان چیزوں کے افراد کی قیمت میں عرفاً کوئی فرق نہیں ہوتا،پس ان(عددی متقارب اشیاء)میں مکیلی اور موزونی اشیاء کی بنسبت بھی زیادہ کامل طریقے سے مماثلت پائی جاتی ہے۔لہذا(عددی متقارب میں)ان کی جنس کے ساتھ نقصان پورا کرنا واجب ہے،کیونکہ ان میں سے ایک دوسرے کی صورتاً اور معناً مثل ہے۔ (تبیین الحقائق،ج5،ص224،مطبوعہ ملتان)

اور قیمت مختلف ہونے کے سبب مماثلت ختم ہو جانے کے بارے میں فتح القدیر میں ہے:" ينعدم التماثل بالتفاوت في القيمة "ترجمہ:قیمت میں فرق کے سبب مماثلت ختم جائے گی۔
(فتح القدیر،ج10،ص236،مطبوعہ دار الفکر)

اور اوصاف/کوالٹی میں مماثلت کے بارے میں تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے:"مطلق الجنس لا يكفي بل لا بد من اعتبار المماثلة في الصفة كالجودة والرداءة" ترجمہ: فقط جنس میں مماثلت کافی نہیں،بلکہ صفت جیسے عمدہ اور گھٹیا ہونے کے معاملہ میں بھی مماثلت ضروری ہے۔ (تبیین الحقائق،ج5،ص224،مطبوعہ ملتان)

ناقص چیز کے بدلے میں اعلیٰ کوالٹی کی چیز تاوان میں نہیں لی جائے گی۔چنانچہ اس بارے میں اصول السرخسی میں ہے:" لا يجوز ان يوجب على المتلف فوق ما اتلف في صفة المالية كما لا يوجب الجيد باتلاف الرديء "ترجمہ:ہلاک کرنے والے پر ہلاک شدہ چیز کی مالیت سے بڑھ کر کوئی چیز لازم کرنا،جائز نہیں،جیسا کہ گھٹیا چیز ہلاک کرنے کی صورت میں عمدہ چیز لازم نہیں کی جاسکتی۔ (اصول السرخسی،ج2،ص259،مطبوعہ،دار المعرفہ،بیروت)

مزید اسی بارے میں البحر الرائق میں ہے: ”فاذا اتلف جیدا لزمہ مثلہ قدرا وجودۃ ان کان مثلیا وقیمتہ جیدا ان کان قیمیا“ ترجمہ: پس جب عمدہ چیز کو ہلاک کیا، تو مقدار اور کوالٹی کے اعتبار سے اسی کی مثل ہلاک کرنے والے پر لازم ہو گی، جبکہ ہلاک شدہ چیز مثلی ہو اور عمدہ چیز کی قیمت لازم ہو گی، جبکہ وہ قیمی ہو۔ (البحر الرائق، ج6، ص141، مطبوعہ، دار الکتاب الاسلامی)

کون سی اشیاء عموماً مثلی ہوتی ہیں اور کون سی قیمی؟

وہ اشیاء جو عموماً مثلی ہوتی ہیں:

درج ذیل اشیاء عموماً مثلی ہوتی ہیں:

(1) **مکیلی:** یعنی کسی پیمانے کے ذریعہ ماپ کر بیچی جانے والی اشیاء، جیسے پیٹرول وغیرہ۔

(2) **موزونی:** یعنی وزن کے ساتھ بیچی جانے والی اشیاء، جیسے لوہا، تانبا، آٹا وغیرہ۔

(3) **عددی متقارب:** یعنی گنتی کے ساتھ بکنے والی اشیاء جن کے افراد (pieces) میں فرق نہیں ہوتا یا ہوتا ہے، تو معمولی فرق ہوتا ہے، جو لوگوں کی نظر میں کالعدم ہوتا ہے، اسی وجہ سے ایک پیس کی قیمت دوسرے پیس سے مختلف نہیں ہوتی، بلکہ سب کی قیمت ایک جیسی ہوتی ہے، جیسے مرغی کے انڈے کہ ہر انڈے کا سائز دوسرے انڈے سے اگرچہ معمولی سا بڑا یا چھوٹا ہو گا، لیکن قیمت سب کی برابر ہو گی۔

(4) **بعض مذروعات:** یعنی گز وغیرہ کے ذریعہ ماپ کر بِکنے والی وہ اشیاء، جن کے افراد میں فرق نہیں ہوتا، جیسے فی زمانہ کپڑا، شیشے کی شیٹیں، پلائیاں، کارپٹ وغیرہ۔

وہ اشیاء جو عموماً قیمی ہوتی ہیں:

درج ذیل اشیاء عموماً قیمی ہوتی ہیں:

(1) **عددی متفاوت:** یعنی گنتی کے ساتھ بکنے والی وہ اشیاء جن کے افراد (pieces) ایک جیسے نہیں ہوتے، بلکہ ان میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے یعنی ایسا فرق کہ اس فرق کے سبب ان کے ہر فرد کی

قیمت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے، جیسے خربوزے وغیرہ

(2)**بعض مذروعات:** یعنی گز وغیرہ کے ذریعہ ماپ کر بکنے والی وہ اشیاء، جن کے افراد میں فرق ہوتا ہے، جیسے زمین وغیرہ۔

(3)**حیوانات:** تمام جانور قیمی ہیں، جیسے گائے، بھینس، بیل وغیرہ۔

ان اشیاء کے ہر فرد کا دوسرے فرد سے کافی فرق ہوتا ہے اور اس فرق کے سبب قیمت میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے۔

مکیلی، موزونی اور عددی متقارب مثلی ہیں۔ چنانچہ ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے:"(المثلی)وھو ما یوجد لہ مثل فی الاسواق بلا تفاوت متعد بہ، کما فی اکثر الکتب۔۔ (**کالکیلی والوزنی والعددی المتقارب**)ای ما لا یتفاوت آحادہ فی القیمۃ"ترجمہ: مثلی سے مراد وہ چیز ہے کہ جس کی مثل معتد بہا فرق کے بغیر بازار میں پائی جاتی ہو، جیسا کہ اکثر کتب میں ہے، جیسے مکیلی، موزونی اور عددی متقارب یعنی وہ کہ جس کے افراد قیمت میں مختلف نہ ہوں۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانھر، ج2، ص456، مطبوعہ داراحیاء التراث)

یونہی مذروعات جن میں تفاوت نہیں ہوتا، وہ بھی مثلی ہیں۔ چنانچہ العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے:"ان المذروع الذی لا یتفاوت مثلی "ترجمہ بے شک مذروع (گز وغیرہ سے ماپ کر بکنے والی اشیاء) جن میں فرق نہیں ہوتا، وہ مثلی ہیں۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص163، مطبوعہ دارالمعرفہ)

عددی متفاوت، بعض مذروعات اور حیوانات قیمی ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں فتاوی شامی میں شرح طحاوی کے حوالہ سے ہے:"والحیوانات والذرعیات والعددي المتفاوت کرمان وسفرجل قیمیات "ترجمہ: اور تمام جانور، گزوں کے ساتھ بکنے والی (بعض) اشیاء اور گنتی کے ساتھ بکنے والی وہ اشیاء جن کے افراد میں فرق ہوتا ہے، جیسے انار اور بہی، یہ قیمی ہیں۔

(فتاوی شامی، ج6، ص254، دار الفکر، بیروت)

مزید عددی متفاوت کی تفصیل کے بارے میں مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ہے:"العدديات المتفاوتة هي المعدودات التي يكون بين افرادها وآحادها تفاوت في القيمة فجميعها قيميات"ترجمہ:عددی متفاوت: یہ گنتی کے ساتھ بکنے والی ایسی اشیاء ہیں کہ جن کے افراد کے درمیان قیمت میں فرق ہوتا ہے، پس یہ تمام قیمی ہیں۔

(مجلۃ الاحکام العدلیہ، ص33، مطبوعہ کراچی)

کون سی اشیاء مثلی ہوتی ہیں اور کون سی قیمی؟ ان دونوں کے بارے میں الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:"**المال المثلي**: ما له مثل او نظير في الاسواق من غير تفاوت في اجزائه او وحداته تفاوتاً يعتد به في التعامل **والاموال المثلية اربعة انواع هي: المكيلات** (كالقمح والشعير) **والموزونات**(كالقطن والحديد)**والعدديات المتقاربة** في الحجم كالجوز والبيض **وبعض انواع الذرعيات**(التي تباع بالذراع او المتر ونحوهما) وهي التي تتساوى اجزاؤها دون فرق يعتد به كاثواب الجوخ والقطن والحرير والواح البلور والاخشاب الجديدة۔

والمال القيمي:هو ما ليس له نظير او مثل في السوق او له مثل ولكن مع التفاوت المعتد به بين وحداته في القيمة مثل افراد الحيوان"ترجمہ:مالِ مثلی وہ ہے کہ جس کی مثل یا نظیر اس کے اجزاء یا افراد میں فرق کے بغیر بازار سے مل سکے، ایسے فرق کے بغیر کہ عرف میں جس کو فرق سمجھا جاتا ہو اور اموالِ مثلی چار قسم کے ہیں۔(1) مکیلی چیزیں، جیسے گیہوں اور جو۔(2) موزونی چیزیں، جیسے روئی اور لوہا۔(3) گنتی کے ساتھ بکنے والی اشیاء جو حجم میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہوں، جیسے اخروٹ اور انڈے۔(4) اور بعض ذرعیات یعنی وہ اشیاء جن کو گز یا میٹر وغیرہ کے ذریعہ ماپ کر بیچا جاتا ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کے افراد برابر ہوں، ان میں معتد بہا فرق نہ ہو، جیسے اون، روئی اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑے، شیشے کی شیٹیں اور جدید لکڑیاں۔

اور مالِ قیمی وہ ہے کہ جس کی نظیر یا مثل بازار میں موجود نہ ہو یا اس کی مثل بازار میں موجود ہو، لیکن اس کے افراد میں قیمت کے اعتبار سے معتد بہا فرق ہو، مثلاً: حیوان کے افراد۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج4، ص407، مطبوعہ دارالفکر)

دوسری فصل

(کتب فقہ میں بیان کردہ مختلف مثلی اور قیمی اشیاء کی مثالیں)

کتبِ فقہ میں کئی اشیاء کے مثلی اور قیمی ہونے کی صراحت موجود ہے۔اس فصل میں ان میں سے چند اشیاء بیان کی جارہی ہیں۔اس فصل میں ان اشیاء کو کسی حد تک جمع کرنا مقصود ہے کہ جن کے مثلی یا قیمی ہونے پر فقہائے کرام نے کلام فرمایا ہے۔البتہ یہ واضح رہے کہ اس فصل میں بیان کردہ اشیاء کی جو حیثیت زمانہ ماضی کے احوال کے اعتبار سے فقہائے کرام نے لکھی ہے، ضروری نہیں کہ آج بھی ان کی وہی حیثیت ہو، بلکہ ممکن ہے کہ مختلف احوال و اسباب کی وجہ سے ان کی حیثیت مثلی سے قیمی یا قیمی سے مثلی ہو چکی ہو، جیسا کہ ایسی چند چیزوں کے متعلق حاشیے میں اس حوالے سے وضاحت کی جائے گی۔لہذا کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرتے وقت درج ذیل جزئیات کے ساتھ ساتھ چیز کے مثلی و قیمی ہونے کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے زمانہ حال سے مطابقت دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔

کتب میں بیان کردہ بعض مثلی اشیاء:

(۱،۲)تانبا اور پیتل دونوں مثلی ہیں، کیونکہ یہ دونوں موزونی ہیں۔

جامع الفصولین میں شرح طحاوی کے حوالہ سے ہے:"شحی:الصحیح ان النحاس والصفر مثلیان"ترجمہ:شرح طحاوی میں ہے: صحیح یہ ہے کہ تانبا اور پیتل دونوں مثلی ہیں۔

(جامع الفصولین، ج2، ص97، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۳،۴)لوہا اور سیسہ مثلی ہیں، کیونکہ یہ دونوں موزونی ہیں۔

جامع الفصولین میں شرح قدوری کے حوالہ سے ہے:"شقی:الحدید والرصاص..... کل منها جنس لم یجز التفاضل ببیعه وهذا دل علی انه مثلی"ترجمہ:شرح قدوری میں ہے:لوہا اور سیسہ، ان میں سے ہر ایک (الگ الگ) جنس ہے، ان (میں سے ہر ایک) کی (اپنی جنس

کے ساتھ) بیع میں کمی بیشی جائز نہیں اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ یہ مثلی ہیں۔

(جامع الفصولین، ج2، ص97، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۵ تا ۷) اخروٹ، انڈے[9]، اور کرنسی کے سکے مثلی ہیں، کیونکہ عددی متقارب ہیں۔

جامع الفصولین میں ہے: "وكذا العددي المتقارب كجوز وبيض وفلوس ونحوها"

ترجمہ: اسی طرح عددی متقارب چیزیں (بھی مثلی ہیں) جیسے اخروٹ، انڈے اور کرنسی کے سکے اور اس طرح کی دیگر چیزیں۔ (جامع الفصولین، ج2، ص97، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۸ تا ۱۰) ناشپاتی، خوبانی اور آڑو مثلی ہیں۔

العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے: "الكمثرى والمشمش والخوخ كلها من ذوات الامثال" ترجمہ: ناشپاتی، خوبانی اور آڑو، یہ تمام ذوات الامثال میں سے ہیں۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ)

(۱۱) لوبیا مثلی ہے۔

مجمع الضمانات میں ہے: "والفول من ذوات الامثال" ترجمہ: اور لوبیا مثلی چیزوں میں سے

---

[9] علماء نے لکھا ہے کہ انڈے چھوٹے سائز کے ہوں یا بڑے سائز کے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جیسا کہ جامع الفصولین میں ہے: "وصغير البيض وكبيره سواء بعد ان يكون من جنس واحد" (جامع الفصولین، ج2، ص97) یہ بات اس وقت تو ٹھیک ہے کہ جب چھوٹے اور بڑے انڈوں کا مارکیٹ میں ریٹ ایک جیسا ہو، ورنہ اگر سائز میں اتنا فرق ہے کہ جس سے چھوٹے اور بڑے کے ریٹ میں فرق ہو جاتا ہے، تو اب چھوٹے انڈے بڑے انڈوں کی مثل شمار نہیں ہوں گے، بلکہ بڑے انڈے، دوسرے بڑے انڈوں کی مثل شمار ہوں گے اور چھوٹے انڈے، دوسرے چھوٹے انڈوں کی مثل شمار ہوں گے۔ ساجد

ہے۔ (مجمع الضمانات، ص118، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی)

(۱۲، ۱۳) سرکہ اور شیرہ مثلی ہیں۔

جامع الفصولین میں ہے: "نو: الخل والعصير--مثلي" ترجمہ: نوادر ہشام میں ہے: سرکہ اور شیرہ مثلی ہیں۔ (جامع الفصولین، ج2، ص98، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۱۴ تا ۱۶) روئی، اون اور اس کا سوت مثلی ہیں۔

العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے: "والقطن والصوف وغزله----مثلي" ترجمہ: اور روئی، اون اور اس کا سوت مثلی ہیں۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ)

(۱۷، ۱۸) آٹا اور اس کی بھوسی مثلی ہیں۔

جامع الفصولین میں ہے: "نو: الدقيق والنخالة---مثلي" ترجمہ: نوادر ہشام میں ہے: آٹا، بھوسی جو چھلنی میں رہ جائے مثلی ہیں۔

(جامع الفصولین، ج2، ص98، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۱۹) بھوسا اور اس کی تمام اقسام مثلی ہیں۔

العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے: "والتبن وجميع انواعه مثلي" ترجمہ: اور بھوسا اور اس کی تمام اقسام مثلی ہیں۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ)

(۲۰، ۲۱) زیتون اور اس کا تیل مثلی ہیں۔

العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے: "الزيتون مثلي مكيل مضمون بمثله كما في الخيرية" ترجمہ: زیتون مثلی اور مکیلی ہے، اس کا مثل کے ساتھ تاوان دیا جائے گا، جیسا کہ خیریہ میں ہے۔ (العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ)

مزید اسی میں ہے:" الزيت مثلي خيرية من البيع الفاسد الزيتون مثلي خيرية قبيل الاقالة "ترجمہ: خیریہ کے بیع فاسد کے باب میں ہے کہ زیتون کا تیل مثلی ہے اور خیریہ کے اقالہ کے باب سے تھوڑا سا پہلے ہے کہ زیتون مثلی ہے۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ)

(۲۲) کاغذ مثلی ہے۔[10]

جامع الفصولین میں فتاوی رشید الدین کے حوالہ سے ہے:"فش: الكاغذ مثلي "ترجمہ: فتاوی رشید الدین میں ہے: کاغذ مثلی ہے۔

(جامع الفصولین، ج2، ص98، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۲۳، ۲۴) چونا اور بال صفا پاؤڈر، جو چونے اور ہڑتال یعنی ایک قسم کی زہریلی دھات سے تیار کیا جاتا ہے، یہ مثلی ہیں۔

العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے:" والجص والنورة۔۔ مثلي "ترجمہ: چونا اور بال صفا پاؤڈر مثلی ہیں۔ (العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ)

(۲۵، ۲۶) ریشم اور خشک پھول مثلی ہیں۔

(۲۷، ۲۸) مہندی اور وسمہ (نیل کے پتے جن سے خضاب تیار کیا جاتا ہے) مثلی ہیں۔

جامع الفصولین میں فوائدِ صدر الاسلام کے حوالے سے ہے:"فص: الابريسم والحناء والوسمة والرياحين اليابسة.... مثلي "ترجمہ: فوائدِ صدر الاسلام میں ہے: ریشم اور مہندی

---

[10] البتہ اس کے قیمی ہونے کا بھی قول ہے چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس کے مثلی ہونے کی بات نقل کرنے کے بعد لکھا:" ومقتضى ما قدمناه عن الحاوي انه قيمي والمشاهد تفاوته تأمل "(رد المحتار، 184/6، دار الفکر)۔ ساجد

اور وسمہ اور خشک پھول مثلی ہیں۔

(جامع الفصولین، ج2، ص98، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۲۹) دودھ مثلی ہے۔

محیطِ برہانی میں ہے: ”ان اللبن مثلی “ترجمہ: بیشک دودھ مثلی ہے۔

(محیطِ برھانی، ج7، ص625، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(۳۰ تا ۳۲) سونے اور چاندی وغیرہ کے سکّے مثلی ہیں۔ یونہی رائج کرنسی کے سکے بھی مثلی ہیں۔

العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے: ”ثم المثل قد یکون۔۔مصنوعا بحیث لا تخرجه عن المثلیة لبقاء کثرته وعدم تفاوته کالدراهم والدنانیر المضروبة “ترجمہ: پھر مثلی چیز کبھی تیار کی گئی ہوتی ہے اس حیثیت سے کہ صنعت (بناوٹ) اسے مثلی ہونے سے خارج نہیں کرتی، اس لیے کہ اس طرح کے اور افراد بکثرت موجود ہوتے ہیں اور باہم ان میں فرق نہیں ہوتا، جیسے ڈھلے ہوئے دراہم و دنانیر۔

(العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ، ج2، ص162، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

تبیین الحقائق میں ہے: ”الفلس یماثل الفلس فی المالیة “ترجمہ: ایک پیسہ مالیت میں دوسرے پیسے کی مثل ہے۔ (تبیین الحقائق، ج5، ص224، مطبوعہ ملتان)

نوٹ:

اوپر فقہاء کی بیان کردہ تمام مثلی اشیاء پر غور کیا جائے، تو یہ سب مکیلی (ماپ کر بکنے والی) یا موزونی (وزن سے بکنے والی) یا عددی متقارب (گن کر بکنے والی ایسی اشیاء جن کا ہر ایک فرد، دوسرے کے قریب ہوتا ہے۔) ہیں۔

البتہ یہ واضح رہے کہ ان میں سے بعض اشیاء ایسی ہیں کہ ایک ہی شے کی مختلف انواع ہوتی ہیں یا یہ کہیے کہ ایک ہی شے مختلف کوالٹی میں دستیاب ہوتی ہے اور کوالٹی کے عمدہ یا ناقص ہونے کی وجہ

سے یا نوع و قسم کے بدلنے سے ان کی قیمتوں میں بھی فرق پڑ جاتا ہے۔ جیسے کھجور کی بہت سی اقسام ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی قیمت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ ایسی چیزوں میں ایک کو الٹی و نوع کی چیز اپنی ہی جیسی کو الٹی اور نوع کی مثل شمار ہو گی، اس سے ہلکی یا اعلی کو الٹی یا کسی اور نوع کی مثل شمار نہیں ہو گی، جیسا کہ اس سے پچھلی فصل میں اس کی وضاحت گزری۔

کتب میں بیان کی گئی بعض قیمی اشیاء:

(۱) تمام حیوان قیمی ہیں، کیونکہ یہ عددی متفاوت ہیں، ان میں مماثلت ممکن نہیں۔

(۲ تا ۴) زمینیں، درخت اور مکان قیمی ہیں، کیونکہ ان کے افراد میں فرق ہوتا ہے کہ ہر زمین دوسری زمین سے، ہر درخت دوسرے درخت سے اور ہر گھر دوسرے گھر سے مختلف ہوتا ہے اور مختلف اسباب و اوصاف کی بناء پر ان کی قیمتوں میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے۔

جامع الفصولین میں ہے: "والحیوانات ....فهی قیمیات" ترجمہ: اور حیوانات قیمی ہیں۔

(جامع الفصولین، ج2، ص97، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

اور تبیین الحقائق میں ہے: "لو اتلف دابة لا يجب عليه دابة مثلها مع اتحاد الجنس، لعدم امكان المماثلة، لاختلاف المعانی فيها" ترجمہ: اگر کسی کا کوئی جانور ہلاک کر دیا، تو اس پر اس کی مثل جانور لازم نہیں ہو گا، حالانکہ دونوں کی جنس ایک ہے، کیونکہ یہاں مماثلت ممکن نہیں کہ ان میں معانی (یعنی ان کے اوصاف وغیرہ) مختلف ہیں۔

(تبیین الحقائق، ج2، ص64، مطبوعہ ملتان)

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے: "**والمال القيمي**: هو ما ليس له نظير او مثل في السوق او له مثل ولكن مع التفاوت المعتد به بين وحداته في القيمة مثل افراد الحيوان والاراضي والاشجار والدور" ترجمہ: اور مالِ قیمی وہ ہے کہ جس کی نظیر یا مثل بازار میں موجود نہ ہو یا اس کی مثل بازار میں موجود ہو، لیکن اس کے افراد میں قیمت کے اعتبار سے معتد بہا فرق

ہو، مثلاً: حیوان کے افراد، زمینیں، درخت اور مکان۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج4، ص407، مطبوعہ دارالفکر)

(۵ تا ۹) انار، بہی (ناشپاتی کی شکل کا ایک پھل) ککڑی، تربوز اور خربوزہ قیمی ہیں، کیونکہ یہ عددی متفاوت ہیں[11] یعنی یہ گن کر بکنے والی ایسی اشیاء ہیں، جن کے افراد برابر برابر نہیں ہوتے ، بلکہ ان میں فرق ہوتا ہے اوراس فرق کے سبب ان کے ہر فرد کی قیمت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔

جامع الفصولین میں شرح طحاوی کے حوالہ سے ہے: "عددی متفاوت کرمان وسفرجل ۔۔۔فھی قیمیات "ترجمہ: اور عددی متفاوت، جیسے: انار اور بہی تو یہ قیمی ہیں۔

(جامع الفصولین، ج2، ص97، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

فتاوی ہندیہ میں ہے: " والرمان والسفرجل والقثاء ... والبطیخ کلھا مما یتفاوت آحادہ فیکون من ذوات القیم "انار، بہی، ککڑی، اور خربوزہ یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن کا ایک فرد ، دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، لہذا یہ قیمی اشیاء میں سے ہیں۔

(فتاوی ھندیہ، ج5، ص119، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ہے: "البطیخ الاخضر والاصفر ھی قیمیۃ "ترجمہ: تربوز اور خربوزہ قیمی ہیں۔ (مجلۃ الاحکام العدلیہ، ص216، مطبوعہ کراچی)

(۱۰) درختوں کے پتے قیمی ہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "واوراق الاشجار کلھا من ذوات القیم "ترجمہ: اور تمام درختوں

---

[11] ان کو فقہائے کرام نے اپنے زمانے کے عرف کے اعتبار سے عددی (گن کر بکنے والی چیزوں میں)شمار کیا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر زمانے میں یہ عددی ہوں، جیسا کہ آج کل یہ چیزیں وزن سے بکتی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔ ساجد

کے پتے قیمی اشیاء میں سے ہیں۔ (فتاوی ھندیہ، ج5، ص119، مطبوعہ دارالفکر)

(۱۱، ۱۲) سبزیاں اور ترپھول[12] قیمی ہیں۔

(۱۳، ۱۴) لکڑی[13] اور بانس قیمی ہیں۔

جامع الفصولین میں ہے: "لم يجز قرض القيمي كثياب وحطب وخشب وقصب وسائر الرياحين الرطبة والبقول إذ الواجب في القرض رد المثل وليست هذه بمثلية "ترجمہ: قیمی چیز کا قرض جائز نہیں، جیسے: کپڑے، لکڑی، لکڑی کے تختے، بانس اور سارے ترپھول اور سبزیاں، کیونکہ قرض میں مثل ہی واپس لوٹانا واجب ہوتا ہے اور یہ چیزیں مثلی نہیں ہیں۔

(جامع الفصولین، ج2، ص55، امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۱۵) گوبر قیمی ہے۔

(۱۶، ۱۷) کچا چمڑا (جس کو ابھی دباغت سے پکایا نہ ہو) یا پکا چمڑا (جس کو دباغت سے پکالیا ہو) قیمی ہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "والسرقين من ذوات القيم "ترجمہ: اور گوبر قیمی اشیاء میں سے ہے۔

(فتاوی ھندیہ، ج5، ص119، مطبوعہ دارالفکر)

درمختار میں ہے: "وسيجيء في الغصب أن....السرقين والجلود والصرم-----

---

[12] ترپھولوں کی پتیاں آج کل وزن سے بکتی ہیں، شادی بیاہ کی رسموں اور محافل میں ان کا استعمال عام ہے، جس کی وجہ سے یہ پورا سال بازار میں دستیاب بھی ہوتی ہیں۔ اس طرح کی پتیاں قیمی نہیں، بلکہ مثلی کہلائیں گی۔ واللہ تعالی اعلم۔ ساجد

[13] فی زمانہ بعض لکڑیاں بالکل ایک جیسی بازار سے مل جاتی ہیں اور ان کی قیمت میں بھی فرق نہیں ہوتا جیسے دروازے اور الماریاں بنانے والی لکڑیاں، پلائی کی شیٹیں وغیرہ، تو یہ قیمی نہیں، بلکہ مثلی شمار ہوں گی۔

قیمي "ترجمہ: عنقریب کتاب الغصب میں یہ بات بیان ہو گی کہ گوبر اور دباغت شدہ چمڑا اور بغیر دباغت والا چمڑا یہ قیمی ہیں۔ (درمختار، ج5، ص226، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

(۱۸) کُسُم (ایک قسم کا پھول ہے جس سے گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) قیمی ہے۔[14]

جامع الفصولین میں ہے: "ومن الثانی .... عصفر" ترجمہ: اور دوسری قسم یعنی قیمی چیزوں میں سے کُسُم بھی ہے۔ (جامع الفصولین، ج2، ص98، مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

(۱۹) کوئلا قیمی ہے۔[15]

العقود الدریہ میں ہے: "الفحم کذلک، لان النار عملت فیه فکان قیمیا، لا مثلیا وبه صرح فی الدر المختار" ترجمہ: اور کوئلا بھی اسی طرح قیمی ہے، کیونکہ آگ نے اس میں عمل کیا ہوتا ہے، لہذا یہ قیمی ہو گا، مثلی نہیں ہو گا اور در مختار میں اسی کی صراحت کی ہے۔

(العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، ج1، ص276، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

(۲۰) اینٹوں کو فقہائے کرام نے قیمی چیزوں میں شمار کیا ہے۔[16]

---

[14] البتہ بعض جزئیات میں اسے مثلی بھی کہا گیا ہے چنانچہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ اس کے قیمی ہونے کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "کذا قال فی الفصولین وذکر قبله عن کتاب آخر انه مثلی، لانه یباع وزنا ومایباع وزنا یکون مثلیا" (ردالمحتار، 184/6، دار الفکر، بیروت)۔ ساجد

[15] اور اس کے مثلی ہونے کا بھی قول ہے، چنانچہ العقود الدریہ میں ہی ایک اور جگہ ہے: "الفحم مثلی" (العقود الدریہ، 162/2، دار المعرفہ) لہذا آج کل جو کوئلا وزن سے بکتا ہے اور اس میں آگ نے عمل نہیں کیا ہوتا اور بازار میں اس کی مثل بلا تفاوت دستیاب ہوتی ہے، اسے مثلی ہی شمار کرنا چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم۔ ساجد

درمختار وردالمحتار میں ہے، وما بین الهلالین من الدر المختار: "(الآجر والصابون.... قیمی) لاختلافهما فی الطبخ "ترجمہ: اینٹ اور صابن قیمی اشیاء ہیں، کیونکہ ان میں پکنے سے اختلاف وفرق آجاتا ہے۔ (درمختار، ج5، ص226، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

(۲۱ تا ۲۴) بچھونے، چٹائیاں، کپڑا اور سوئی کو فقہاء نے قیمی کہا ہے۔[17]

العقود الدریہ میں ہے: "والبسط والحصر.... کلها قیمیات کالثیاب والابرة..... من ذوات القیم "ترجمہ: بچھونے، چٹائیاں، یہ تمام کی تمام قیمی ہیں، جیسے کپڑے اور سوئی قیمی اشیاء میں سے ہیں۔ (العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، ج2، ص162، مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت)

---

[16] اینٹ کے جس طرح قیمی ہونے کی روایت ہے، اسی طرح اس کے مثلی ہونے کی بھی روایت ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "فی کون الآجر واللبن مثلیا روایتان عن ابي حنیفة رحمه الله تعالی کذا فی القنیة" (فتاوی هندیه، 120/5، دارالفکر) آج کل مختلف کوالٹی کی اینٹیں ملتی ہیں اور ایک ہی کوالٹی کی جتنی اینٹیں ہوتی ہیں، ان سب کا ریٹ ایک جیسا ہوتا ہے اور پکائی کے معمولی فرق کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے، تو ظاہر یہی ہے کہ فی زمانہ یہ عددی متقارب اور مثلی شمار ہوں گی اور امام اعظم سے مروی ہونے والی دوسری روایت جس میں اینٹوں کو مثلی شمار کیا گیا ہے، وہ اسی طرح کی اینٹوں پر محمول ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم۔ ساجد

[17] مذکورہ مصنوعات کو فقہائے کرام نے اپنے دور کی صنعت کے لحاظ سے قیمی قرار دیا ہے، جبکہ آج کے اس جدید دور میں ہر چیز کی صنعت میں ترقی ہو چکی اور اس طرح کی مصنوعات جب ایک کمپنی بناتی ہے، تو کمپنی ایک چیز کے جتنے افراد (pieces) تیار کرتی ہے، وہ ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں اور قیمت میں بھی تفاوت نہیں ہوتا، اس لیے ایسی چیزیں اگر مارکیٹ میں دستیاب ہوں، تو انہیں مثلی شمار کیا جائے گا۔ واللہ تعالی اعلم۔ ساجد

(۲۵)پنیر تاوان کے معاملے میں قیمی ہے کہ پنیر کی بناوٹ وغیرہ کے لحاظ سے اس میں تفاوت فاحش (کافی زیادہ فرق) پیدا ہو جاتا ہے۔[18]

(۲۶)سَتُّو کے بارے میں بھی علماء نے یہی لکھا کہ اس کی بھنائی میں فرق ہونے کی وجہ سے اس میں تفاوت فاحش (کافی زیادہ فرق) آجاتا ہے، لہذا یہ بھی قیمی ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:"ذکر فی السیر الکبیر:من اتلف علی آخر جبنه فعلیه قیمته ولم یجعل الجبن مثلیا مع انه موزون،لانه متفاوت فی نفسه تفاوتا فاحشا وان اعتبر مثلیا فی حق جواز السلم کذا فی الذخیرة"ترجمہ:امام محمد رحمہ اللہ نے سیر کبیر میں ذکر کیا کہ اگر کسی نے دوسرے کا پنیر تلف کر دیا، تو اس پر اس پنیر کی قیمت دینا لازم ہے۔امام محمد نے پنیر کو موزونی چیز ہونے کے باوجود مثلی قرار نہیں دیا، کیونکہ پنیر کے اندر فی نفسہ بہت زیادہ تفاوت (فرق) ہوتا ہے۔اگرچہ بیع سلم درست ہونے کے اعتبار سے پنیر کو مثلی شمار کیا گیا ہے۔اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔ (فتاوی ھندیہ،ج5،ص119،مطبوعہ دارالفکر،بیروت)

رد المحتار میں نہر الفائق کے حوالے سے ہے:"السویق قیمی لما بین السویقین من التفاوت الفاحش بسبب القلی"ترجمہ:ستو قیمی ہے، کیونکہ ستو اور ستو کے درمیان بھنائی کے سبب کافی زیادہ فرق ہوتا ہے۔ (ردالمحتار،ج4،ص543،مطبوعہ دارالفکر،بیروت)

(۲۷)روٹی کے بارے میں ظاہر الروایہ اور امام اعظم کا مذہب یہی ہے کہ یہ قیمی ہے، کیونکہ ہر روٹی دوسری روٹی سے سائز کے اعتبار سے موٹی اور پتلی ہونے کے اعتبار سے اور پکنے کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔[19]

---

[18] جدید صنعتی طریقہ کار کے مطابق فی زمانہ ممکن ہے کہ ایک ہی طرح کا پنیر دستیاب ہوتا ہو۔ساجد

[19] واضح رہے کہ متاخرین فقہائے کرام نے امام محمد علیہ الرحمۃ کے قول پر فتوی دیتے ہوئے کہ روٹی

فتاوی ہندیہ میں ہے:" وذكر قاضي خان في أول بيوع شرح الجامع الصغير أن الخبز من ذوات القيم في ظاهر الرواية كذا في الفصول العمادية. "ترجمہ: امام قاضی خان نے شرح الجامع الصغیر کی کتاب البیوع کے شروع میں یہ ذکر کیا ہے کہ ظاہر الروایہ کے مطابق روٹی قیمی اشیاء میں سے ہے۔ ایسا ہی فصول العمادیہ میں ہے۔ (فتاوی ھندیہ، 120/5، دار الفکر، بیروت)

جامع الفصولین میں ہے:" سلم الخبز وإقراضه لم يجز عند "ح" رحمه الله لا وزناً ولا عدداً وفي إتلافه تجب قيمته "ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نزدیک روٹی کی بیع سلم اور روٹی قرض دینا جائز نہیں ہے، نہ وزن کے اعتبار سے اور نہ گنتی کے اعتبار سے اور روٹی ضائع / تلف کرنے کی صورت میں اس کی قیمت لازم ہو گی۔

(جامع الفصولین، 57/1، امیر حمزہ کتب خانہ، افغانستان)

تول کر اور گن کر قرض لینا جائز قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ روٹیوں میں جو معمولی تفاوت اور فرق ہوتا ہے، لوگ اس کو کالعدم شمار کرتے ہیں۔ قال فی الدر المختار :" ويستقرض الخبز وزنا وعددا) عند محمد وعليه الفتوى ابن مالك واستحسنه الكمال واختاره المصنف تيسيرا" وقال فی ردالمحتار:" (قوله وعليه الفتوى) وهو المختار لتعامل الناس وحاجاتهم إليه ط عن الاختيار وما عزاه الشارح إلى ابن مالك ذكره في التتارخانية أيضا كما قدمناه في فصل القرض (قوله واستحسنه الكمال) حيث قال ومحمد يقول: قد أهدر الجبران تفاوته وبينهم يكون اقتراضه غالبا والقياس يترك بالتعامل، وجعل المتأخرون الفتوى على قول أبي يوسف وأنا أرى أن قول محمد أحسن "(درمختار و ردالمحتار، 5/185) اور بہار شریعت میں ہے:" روٹیوں کو گن کر بھی قرض لے سکتے ہیں اور تول کر بھی۔" (بہار شریعت، 756/2، مکتبۃ المدینہ) ساجد

شرنبلالیہ میں ہے:" وأما أبو حنيفة فقال: لا خير في استقراض الخبز عددا أو وزنا؛ لأنه يتفاوت بالخبز والخباز والتنور باعتبار كونه جديدا أو عتيقا والتقديم في التنور والتأخير عنه ويتفاوت جودة خبزه بذلك "ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روٹی قرض لینے میں خیر نہیں، چاہے گن کر لی جائے، چاہے وزن سے کیونکہ روٹی میں پکنے کے اعتبار سے، پکانے والے کے اعتبار سے، تندور کے اعتبار سے، نئی اور پرانی ہونے کے اعتبار سے اور تندور میں لگاتے وقت تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے فرق آجاتا ہے اور روٹی کی کوالٹی میں اس وجہ سے تفاوت آجاتا ہے۔ (حاشیہ شرنبلالی علی دررالحکام، 189/2، دارإحياء الكتب العربية)

تیسری فصل

(فی زمانہ کتاب اور اس کے علاوہ دیگر مصنوعات کے مثلی اور قیمی ہونے کے بارے میں)

کتاب کے مثلی یا قیمی ہونے کی بحث

مختلف ادوار میں کتب کی صنعت کاری کے احوال اور اس صنعت کی ترقی و عروج کے مراحل:

زمانہ ماضی میں کتابوں کی ترویج و اشاعت کا معاملہ موجودہ دور سے بالکل مختلف رہا ہے اور وہ اس طرح کہ جب پرنٹنگ پریس نہیں تھے، تو اس وقت لوگ ہاتھ سے کتابیں لکھتے تھے اور لازمی بات ہے کہ دو شخصوں کی الگ الگ طور پر لکھی ہوئی کتابیں ایک دوسرے سے کافی حد تک مختلف ہوتی ہیں، مثلاً: ایک خوشخطی سے لکھتا ہے اور دوسرا نارمل یا ایک لکھنے میں غلطی کرتا ہے اور دوسرا نہیں یا ایک کم غلطیاں کرتا ہے اور دوسرا زیادہ یا ایک لکھنے کے لیے سیاہی زیادہ استعمال کرتا ہے اور دوسرا کم یا ایک بڑے الفاظ میں لکھتا ہے اور دوسرا چھوٹے چھوٹے الفاظ میں یا ایک کسی عبارت کو کم صفحات میں لکھتا ہے اور دوسرا اسی عبارت کو زیادہ صفحات میں، وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر ایک ہی شخص دو یا اس سے زیادہ کتابیں ہاتھ سے لکھے، تب بھی مختلف اسباب کی وجہ سے وہ کتابیں آپس میں مختلف ہو جاتی ہیں، مثلاً: ایک کتاب لکھتے وقت روشنی کم تھی اور دوسری کے وقت زیادہ یا ایک لکھتے وقت تھکاوٹ نہیں تھی اور دوسری کے وقت تھی یا ایک توجہ کے ساتھ لکھی اور دوسری میں بے توجہی و غفلت کا مظاہرہ کیا یا ایک جوانی میں لکھی اور دوسری بڑھاپے میں، وغیرہ۔

اسی طرح کاغذ کی صنعت نے اتنی ترقی نہیں کی تھی، جس کی وجہ سے ایک ہی کتاب کے صفحات مختلف ہو جاتے تھے۔ یونہی سیاہی بھی مختلف ہوتی تھی۔ اس اختلاف کے سبب ظاہر ہے کہ ایک کتاب کی مثل بازار سے ملنا مشکل تھا، لہذا اس وجہ سے کتابیں قیمی ٹھہریں۔

اور جب پرنٹنگ پریس آئے، تو اس معاملہ میں رفتہ رفتہ بہتری آتی رہی جس کی وجہ سے کتابوں کا آپس میں اختلاف کم ہوتا گیا، لیکن اتنا کم یا ختم نہ ہوا کہ جس کی وجہ سے کتابوں کو مثلی کہا

جاسکے۔ پھر ایک وقت وہ آیا کہ جب مطبوعہ کتابوں کا فرق بالکل تھوڑا رہ گیا، جس کی وجہ سے یہ کہا گیا کہ مخطوطات (ہاتھ سے لکھی گئی کتابیں) قیمی ہیں اور مطبوعات **غیر مجلد** (پرنٹنگ پریس سے چھپی ہوئی ایسی کتابیں، جن کو ابھی تک جِلد نہ کیا گیا ہو، وہ) مثلی ہیں۔ یہاں غیر مجلد (جِلد نہ کیا گیا ہو) کی قید اس لیے لگائی گئی کہ مطبوعہ (چھپی ہوئی) کتابوں کا کاغذ اور چھاپہ وغیرہ تو ایک جیسا ہوتا تھا، لیکن جب انہیں جلد کیا جاتا، تو ایک کتاب کی جلد دوسری سے مختلف ہو جاتی کہ اس وقت ایک جیسی جلد کرنے کے اسباب مہیا نہیں تھے۔ لہذا اس دور میں مجلد کتابوں کو قیمی کہا گیا۔

جبکہ فی زمانہ یہ صنعت دیگر صنعتوں کی طرح بہت ترقی کر چکی ہے کہ سالوں کا کام مہینوں میں، مہینوں کا کام ہفتوں میں اور ہفتوں کا کام دنوں میں مکمل ہو جاتا ہے، نیز اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی پریس سے چھپنے والی کتاب کا میٹریل مثلاً: کاغذ، سیاہی اور جلد وغیرہ ایک ہی طرح کی ہوتی ہے، اگرچہ وہ کتاب ہزاروں، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں چھپے، وجہ اس کی یہ ہے کہ ایک پلیٹ سے جتنی بھی کاپیاں بنائی جائیں، وہ ایک جیسی ہوتی ہیں، ایک پریس سے جتنی فوٹو اسٹیٹس ہوں گی، وہ ایک جیسی ہوں گی، کاغذ کا رِم جتنے گرام اور کوالٹی کا ہو گا، وہ ایک جیسا ہو گا، پھر بائنڈنگ اور جلد جس مشین سے ہو گی وہ ایک جیسی ہو گی، اگر بائنڈنگ ہاتھ سے ہو، تب بھی جدید سہولیات مہیا ہونے کی وجہ سے وہ ایک جیسی ہی ہو گی، اس میں زیادہ فرق نہیں ہو گا۔ اسی وجہ سے ایک کتاب کے ایک کتب خانے کے ایک ہی چھاپے و اشاعت کے جتنے بھی نسخے ہوتے ہیں، ان میں سے جو بھی نسخہ لیا جائے اس کی قیمت اور اس کے ساتھ کے دوسرے نسخے کی قیمت برابر، برابر ہوتی ہے۔

اس صورتِ حال کے پیشِ نظر فی زمانہ حکم یہ ہے کہ ایک مطبوعہ اور ایک چھاپہ کی کتابیں مثلی ہیں، کیونکہ ان کا مثلی ہونا بازار سے ان کی مثل ملنے پر موقوف تھا، پس جب مثل مل جاتی ہے، تو یہ مثلی ہیں۔

البتہ اگر ایک ہی کتاب دو مختلف کتب خانوں نے چھاپی یا ایک ہی کتب خانے نے دو مختلف

ایڈیشنز میں چھاپی اور اس میں ورق یا جلد کی کوالٹی تبدیل کر دی یا اغلاط کی تصحیح کر دی، یا کچھ اضافہ کر دیا، یا کچھ ابواب وغیرہ کم کر دیے، یا پہلے بغیر تخریج چھاپی تھی، اب تخریج کر دی، پہلے بغیر فہرست کے چھاپی تھی، پھر اس میں فہرست شامل کر دی، جلد میں فرق کر دیا، کئی کئی جلدوں پر مشتمل کتب میں پہلے ہر جلد پر الگ الگ کتاب اور مصنف کا نام لکھا تھا، اب خوبصورتی کے لیے سب جلدوں پر ملا کر کتاب اور مصنف کا نام لکھ دیا، وغیرہ، الغرض کسی بھی طرح کی کوئی تبدیلی کی جس کی وجہ سے اس کی قیمت میں فرق ہو گیا، تو اب یہ کتاب اور پہلی دونوں ایک دوسرے کی مثل نہیں ہوں گی۔

کتاب کے مثلی اور قیمی ہونے کے بارے میں فقہی جزئیات:

درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں مخطوطات کے قیمی ہونے کے بارے میں ہے: ”وکتب الخط ولو کانت من جنس واحد قیمیة۔۔مثلا النسختان من فتاوی البزازیة المحررتان بخط الید لیست احداهما مثلا للاخری ولو کانتا مکتوبتین علی ورق من جنس واحد او کان کاتبهما خطاطا واحدا، لانه قد یکون مداد احداهما وخطها اجود من مداد وخط الاخری، فتکون قیمتها اعلی من قیمة الاخری، کما انه لو کان کل کتاب منهما محررا بخط خطاط آخر، فیکون احد الکتابین ارجح من الآخر فی القیمة، لحسن خطه وورقه ومداده“ ترجمہ: اور ہاتھ سے لکھی ہوئی کتب اگرچہ ایک ہی جنس کی ہوں، وہ قیمی ہیں، مثلاً: فتاوی بزازیہ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے دو نسخوں میں سے ایک دوسرے کی مثل نہیں، اگرچہ وہ دونوں ایک ہی جنس کے کاغذ پر لکھے ہوئے ہیں یا انہیں لکھنے والا ایک ہی شخص ہے، کیونکہ کبھی ان میں سے ایک کی سیاہی اور خط دوسرے کی سیاہی اور خط سے عمدہ ہوتا ہے، پس اس کی قیمت دوسرے سے زیادہ ہوتی ہے، جیسا کہ ان میں سے ہر کتاب دوسرے شخص کے خط سے لکھی ہوئی ہو، پس دونوں کتابوں میں سے ایک خط، ورق اور سیاہی کے عمدہ ہونے کی وجہ سے دوسری کی بنسبت قیمت میں مہنگی ہوتی ہے۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج3، ص107، مطبوعہ دار الجیل)

اور مطبوعہ غیر مجلد کتب کے مثلی ہونے کے بارے میں اسی میں ہے:" اما الاجزاء من الکتاب المطبوع بترتیب واحد علی ورق من جنس واحد وفی حجم واحد ککتاب ردالمحتار الغیر المجلد، فھو مثلی اذ ان الخمسة الاجزاء المطبوعة من کتاب ردالمحتارھی مثل للخمسة الاجزاء الاخری من اجزاء کتاب ردالمحتار" ترجمہ: بہر حال ایک ترتیب کے ساتھ، ایک ہی جنس کے کاغذ پر اور ایک ہی سائز کی مطبوعہ کتاب کے اجزاء جیسا کہ غیر مجلد رد المحتار ہے، تو یہ مثلی ہے، کیونکہ مطبوعہ رد المحتار کے پانچ اجزاء رد المحتار کے دوسرے پانچ اجزاء کی مثل ہیں۔ (درر الحکام شرح مجلة الاحکام، ج3، ص107تا108، مطبوعہ دار الجیل)

اور مطبوعہ مجلد کتب کے قیمی ہونے کے بارے میں اسی میں ہے:" الکتاب المطبوع المجلد ولو کان من جنس واحد ومطبوعا بترتیب واحد، فلا یکون مثلا لکتاب آخر مجلد بشکل آخر، لانه بعلاوة صنعة التجلید الی الکتاب یخرج الکتاب عن ان یکون مثلیا ویصبح قیمیا، کخروج الذھب والفضة عن المثلیات بحصول الصنعة فیھما والکتب فی زماننا یطبع قسم منھا علی ورق جید والقسم الآخر علی ورق ادون وتباع باسعار مختلفة، فلذلک لا یکون الکتاب المطبوع علی ورق جید مثلا للکتاب المطبوع علی ورق اقل جیادة، فکتاب رد المحتار طبع مصر لیس مثلا لکتاب ردالمحتار طبع الآستانة، کذلک الطبعة الاولی من کتاب الفتاوی الھندیة طبع مصر لیست کالکتاب الثانی الذی طبع اخیرا" ترجمہ: مطبوع مجلد کتاب اگرچہ ایک جنس اور ایک ہی ترتیب سے چھپی ہو، تو وہ کسی اور طرح کی مجلد کتاب کی مثل نہیں ہو گی، کیونکہ کتاب کو جلد کرنے کی کاریگری مختلف ہونے کی وجہ سے کتاب مثلی ہونے سے نکل جاتی ہے اور وہ قیمی ہو جاتی ہے، جیسا کہ سونا اور چاندی ان میں صنعت کے حصول کے سبب مثلی چیزوں سے نکل جاتے ہیں اور ہمارے زمانے میں بعض کتابیں عمدہ ورق پر چھاپی جاتی ہیں اور دوسری گھٹیا ورق پر اور یہ کتابیں مختلف قیمتوں پر بیچی جاتی ہیں۔ پس اسی وجہ سے عمدہ ورق پر چھاپی گئی کتاب اس کتاب کی مثل نہیں ہو گی جو

اس سے کم عمدہ ورق پر چھاپی گئی ہو، جیسا کہ مصر کی مطبوعہ رد المحتار استانہ کی مطبوعہ رد المحتار کی مثل نہیں، اسی طرح کتاب فتاوی ہندیہ جو پہلی مرتبہ مصر میں چھپی، وہ اس کتاب کی طرح نہیں جو دوسری مرتبہ چھپی۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج3، ص107تا108، مطبوعہ دار الجیل)

فی زمانہ جن کی مثل بازار سے مل جاتی ہے، جیسے کھانے پینے کے برتن اور مطبوعہ مجلد کتب وغیرہ، ان کے مثلی ہونے کے بارے میں الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے: **کما یعد المعدود المتقارب من المحصولات الطبیعیۃ من المال المثلی، کذلک یعد المعدود المتماثل من المصنوعات من مادۃ واحدۃ وشکل واحد مالاً مثلیاً** کاوانی الاکل والشرب والسیارات المتحدۃ النوع وادوات غیارھا **والکتب الجدیدۃ المطبوعۃ**"

ترجمہ: جیسے قدرتی پیداوار میں سے عددی متقارب چیزوں کو مالِ مثلی میں سے شمار کیا جاتا ہے، اسی طرح ایک مادے اور ایک ہی شکل کی تیار کردہ اشیاء میں سے ایک دوسرے کی مثل عددی اشیاء کو بھی مالِ مثلی شمار کیا جائے گا، جیسے کھانے پینے کے برتن، ایک طرح کی گاڑیاں، ان کے اسپیئر پارٹس اور **جدید مطبوعہ (چھپی ہوئی) کتابیں۔** (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج4، ص407، مطبوعہ دار الفکر)

"کتاب" کے مثلی یا قیمی ہونے کے متعلق امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر:

امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1340ھ) فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: "کتاب کو علماء نے قیمی ٹھہرایا ہے، نہ مثلی، مگر اس وقت تک چھاپے نہ تھے اور کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسی چھاپے کی ہو یعنی اسی بار کی چھپی ہو اور کاغذ بھی ایک ہو اور جِلد نہ بندھی ہو، تو عجب نہیں کہ مثلی ہو سکے، یعنی کتاب کے معاوضہ میں ایسی ہی کتاب دینی آئے، مگر تحقیق یہ ہے کہ چھاپے اور کاغذ کی وحدت بھی مستلزم مثلیت نہیں، ایک کاپی ایک پتھر پر جمی ہوئی، اس کے ہزار کاغذ اٹھائے جاتے ہیں، کوئی ہلکا ہے کوئی بھرا ہوا، کوئی بہا ہوا ہے کوئی صاف ہے، تو بات وہی ہے، جو علماء

نے فرمائی کہ کتاب قیمی[20] ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج16، ص227، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اس مقام پر امام اہل سنت نے کتاب کو قیمی قرار دیا ہے، لیکن یہ آپ نے اپنے زمانے کی صنعت کے لحاظ سے فرمایا ہے، کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بھی مطبوعہ کتابیں ایک جیسی نہیں ہوتی تھیں، بلکہ ان میں فرق ہوتا تھا، لہذا اس وجہ سے آپ نے بھی انہیں قیمی کہا اور ان کے قیمی ہونے کی وجہ خود ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمائی: "تحقیق یہ ہے کہ چھاپے اور کاغذ کی وحدت بھی مستلزم مثلیت نہیں، **ایک کاپی ایک پتھر پر جمی ہوئی اس کے ہزار کاغذ اٹھائے جاتے ہیں، کوئی ہلکا ہے کوئی بھرا ہوا، کوئی بہا ہوا ہے، کوئی صاف ہے۔**"

اور عرف شاہد ہے کہ فی زمانہ مطبوعہ کتابوں میں اس جیسا کوئی فرق نہیں ہوتا، لہذا آج کے اِس زمانہ میں کتاب مثلی ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے، تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جزئیہ میں خود بھی اس طرف اشارہ فرمادیا کہ کتابوں میں مذکورہ فرق ختم ہوجائے، تو وہ مثلی ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: "**اور کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسی چھاپے کی ہو یعنی اسی بار کی چھپی ہو اور کاغذ بھی ایک ہو اور جلد نہ بندھی ہو، تو عجب نہیں کہ مثلی ہوسکے، یعنی کتاب کے معاوضہ میں ایسی ہی کتاب دینی آئے۔**"

یہاں پر آپ علیہ الرحمۃ نے کتاب کے مثلی ہونے کو بیان کرتے ہوئے اگرچہ یہ قید لگائی ہے کہ "جلد نہ بندھی ہو" لیکن یہ بھی اس دور کے اعتبار سے ہے، کیونکہ اس وقت جلد ایک جیسی نہیں ہوتی تھی اور فی زمانہ جب کاغذ، سیاہی اور جلد وغیرہ سب کچھ ایک جیسا ہوتا ہے، تو مطبوعہ مجلد کتب (چھپی ہوئی ایسی کتابیں، جن کو جِلد کرلیا گیا ہو، وہ) بھی مثلی ہیں اور یہ کہنا بعید نہیں کہ یہی امام

---

[20] اس جزئیہ میں دونوں جگہ اصل نسخے میں "قیمتی" لکھا ہوا ہے اور وہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، اصل عبارت یوں ہونی چاہیے "کتاب کو علماء نے قیمی ٹھہرایا ہے" اور "کتاب قیمی ہے۔" جیسا کہ سیاق وسباق سے واضح ہے۔ ہم نے دونوں جگہ صحیح کرکے لکھ دیا ہے۔

اہل سنت کا "قول ضروری[21]" بھی ہے۔

---

[21] فتاوی رضویہ میں ہے: "قول کی دو قسمیں ہیں: (۱) قولِ صوری (۲) قولِ ضروری۔ قول صوری وہ جو کسی نے صراحتاً یعنی واضح الفاظ میں کہا ہو اور قول ضروری وہ ہے، جسے قائل نے صراحتاً تو نہ کہا ہو، لیکن وہ کسی ایسے عموم کے ضمن میں اس کا قائل ہو، جس سے ضروری طور پر یہ حکم برآمد ہوتا ہے بایں طور کہ اگر وہ اس خصوص میں کلام کرتا، تو اس کا کلام ایسا ہی ہوتا۔ پھر کبھی حکم ضروری، حکم صوری کے خلاف بھی ہوتا ہے، ایسی صورت میں حکم ضروری حکم صوری پر راجح ہوتا ہے، یہاں تک کہ صوری کو لینا قائل کی مخالفت شمار ہوتا ہے اور حکم صوری چھوڑ کر حکم ضروری کی طرف رجوع کو قائل کی موافقت یا اس کی پیروی کہا جاتا ہے۔ مثال: زید نیک شخص تھا، عمرو نے اپنے خادموں کو صراحتاً زید کی تعظیم کا حکم دیا اور بار بار ان کے سامنے اس حکم کی تکرار بھی کرتا رہا، لیکن اس سے ایک زمانہ پہلے ان خدام کو ہمیشہ کے لیے کسی فاسق کی تعظیم کرنے سے منع بھی کر چکا تھا۔ اب کچھ دنوں بعد زید فاسق معلن ہو گیا، اب اگر عمرو کے خدام اس کے صریح حکم پر عمل کرتے ہوئے زید کی تعظیم کریں، تو عمرو کے نافرمان شمار ہوں گے اور اگر اس کی تعظیم ترک کر دیں، تو اطاعت گزار ٹھہریں گے۔" (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 1، ص 109 تا 110، مطبوعہ، لاہور)

کتاب کے علاوہ دیگر مصنوعات کے مثلی اور قیمی ہونے کے حوالے سے کلام

کتاب کے مثلی ہونے کے حوالہ سے ہم نے تفصیلی کلام کر دیا ہے، جس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے باقی مصنوعات کے مثلی یا قیمی ہونے کا فیصلہ بھی بآسانی کیا جا سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ

فی زمانہ وہ تمام مصنوعات جو ملوں فیکٹریوں اور کارخانوں وغیرہ میں تیار ہوتی ہیں، ان کی تیاری کا طریقہ اور خام مال وغیرہ سب ایک جیسا ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس چیز کے جتنے بھی افراد (pieces) تیار ہوں، ان سب کی کوالٹی، بناوٹ ایک جیسی ہوتی ہے اور ہر فرد کی قیمت دوسرے فرد سے مختلف نہیں ہوتی، بلکہ ایک جیسی ہی ہوتی ہے، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسی تمام اشیاء جن کی صنعت و بناوٹ ایک جیسی ہو وہ تمام اشیاء مثلی ہیں، جبکہ ان کی مثل بازار میں مل رہی ہو۔ لہذا اگر اس طرح کی چیز مارکیٹ میں ختم ہو چکی اور اب اس کی مثل بازار میں دستیاب نہیں، تو اب وہ قیمی کے حکم میں آجائے گی۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اگر ہم جائزہ لیں، تو الیکٹرک آلات، جیسے: ایک کمپنی کے ایک طرح کے فریج، اے سی، روم کولر، واٹر کولر، اوون، استری، واشنگ مشین، ایل سی ڈی، ایل ای ڈی، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، سلائی مشین، موبائل، پنکھے، بلب اور ٹیوب لائٹس وغیرہ مثلی ہیں۔

ایک کمپنی کی ایک ماڈل اور ایک طرح کی گاڑیاں، موٹر سائیکل اور ان کے اسپیئر پارٹس وغیرہ بھی مثلی ہیں۔ الغرض فی زمانہ ضروریاتِ زندگی میں استعمال ہونے والی اس طرح کی تقریباً تمام ہی مصنوعات جو مشینوں سے ایک ہی فارمولے کے ساتھ تیار کی جاتی ہیں وہ مثلی ہیں۔[22]

---

[22] البتہ یہ واضح رہے کہ کسی کی چیز ضائع کر دی گئی ہو، تو تاوان لینے میں چیز کے نئے پرانے ہونے اور کوالٹی کے کم یا زیادہ ہونے کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے، لہذا استعمال شدہ اور ردی قسم کی چیز کے تاوان میں نئی اور اعلی قسم کی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ اسی کتاب کے تیسرے باب کی پہلی فصل

چوتھا باب

(مثلی اور قیمی اشیاء سے متعلق مسائل اور متفرق احکام کے بارے میں)

پہلی فصل

(مثلی اور قیمی اشیاء سے متعلق مسائل کے بارے میں)

ابھی تک کی گفتگو سے یہ باتیں تو بخوبی واضح ہو چکی ہیں کہ مثلی یا قیمی کس کو کہا جاتا ہے اور چیز کے مثلی یا قیمی ہونے کا کیا معیار ہے وغیرہ۔ اب اس مقام پر ہم کچھ ایسے فقہی مسائل و مقامات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جہاں چیز کے مثلی یا قیمی ہونے سے حکم میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایسے مسائل اگرچہ بہت زیادہ ہیں، لیکن یہاں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

چیز کے مثلی یا قیمی ہونے سے تاوان میں فرق:

کسی کی چیز ناحق تلف / ضائع کر دی تو شریعت حکم دیتی ہے کہ مالک کو اس کا تاوان ادا کیا جائے۔ تاوان میں کیا چیز دی جائے گی، اس کا فیصلہ اس چیز کے مثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے کیا جائے گا، چنانچہ فقہائے کرام باب الغصب وغیرہ میں بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کر کے یا ویسے ہی ہلاک کر دی، تو دیکھا جائے گا کہ وہ چیز مثلی ہے یا قیمی؟ اگر وہ چیز مثلی ہو، تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ غاصب اس کی مثل مالک کو دے، تاکہ کما حقہ اس کا نقصان پورا ہو سکے اور اگر وہ چیز قیمی ہو، تو اس کی قیمت مالک کو دے، تاکہ حتی الامکان اس کا نقصان پورا ہو سکے۔

تنویر الابصار اور در مختار میں ہے: ”یجب رد (مثله ان هلک وهو مثلی -- وتجب القیمة فی القیمی)“ ترجمہ: اور غاصب پر غصب شدہ چیز کی مثل لوٹانا واجب ہے، اگر وہ ہلاک

میں صفحہ 39 تا 40 پر اس حوالے سے علماء کا کلام گزرا ہے۔ ساجد

ہو چکی ہو اور وہ مثلی چیز ہو اور قیمی چیز کی قیمت دینا واجب ہے۔

(تنویر الابصار مع درمختار، ج6، ص183، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

بیع فاسد کو ختم کرنے میں چیز کے مثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق:

بیع فاسد کے طور پر کوئی چیز خریدی، تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ توبہ کے ساتھ اس خرید و فروخت کو ختم کیا جائے، اگر خریدی گئی چیز کی واپسی ممکن نہ رہے، مثلاً: خریدار کے پاس وہ چیز ہلاک ہو گئی یا کوئی ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ جس کی وجہ سے واپسی نہیں ہو سکتی، تو اس صورت میں بھی اس چیز کے مثلی اور قیمی ہونے کے اعتبار سے احکام جدا ہیں، اگر وہ چیز مثلی ہو، تو خریدار بیچنے والے کو اس کی مثل واپس کرے اور قیمی ہو، تو اس کی قیمت ادا کرے۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”بیع فاسد میں مشتری پر اولاً یہی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر بھی لازم ہے کہ منع کر دے، بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کر دینا واجب اور قبضہ کر ہی لیا، تو واجب ہے کہ بیع کو فسخ کر کے مبیع کو واپس کر لے یا کر دے، فسخ نہ کرنا گناہ ہے **اور اگر واپسی نہ ہو سکے، مثلاً: مبیع ہلاک ہو گئی یا ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ واپسی نہیں ہو سکتی (جس کا بیان آتا ہے) تو مشتری مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمی ہو تو قیمت ادا کرے** (یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت، نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی بروزِ قبضہ جو اُس کی قیمت تھی، وہ دے۔

(بہارِ شریعت، ج2، ص714، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

غصب شدہ چیز کے معاملہ میں صلح سے متعلق مثلی اور قیمی کا فرق:

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص دوسرے کی چیز غصب کر لیتا ہے اور وہ چیز ہلاک ہو جاتی ہے، تو مالک اور غصب کرنے والے کے درمیان اس کے بدلہ میں کسی اور چیز کے لین دین پر صلح ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں حکمِ شرعی یہ ہے کہ اگر غصب شدہ چیز مثلی ہے اور وہ کسی ایسی چیز پر

صلح کرتے ہیں، جو ہلاک شدہ چیز ہی کی جنس سے ہے، مثلاً: گندم ہلاک کی، تو اس کے بدلے میں گندم ہی پر صلح ہوئی، تو ہلاک شدہ چیز سے زیادہ پر صلح جائز نہیں کہ یہ سود ہو جائے گا۔ البتہ اگر ہلاک شدہ چیز قیمی ہو، تو اس سے زیادہ قیمت والی چیز پر بھی صلح ہو سکتی ہے کہ اس میں سود کا کوئی احتمال نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "مال مغصوب ہلاک ہو گیا مالک نے غاصب سے مصالحت کی، اس کی چند صورتیں ہیں: اگر مغصوب مثلی ہے اور جس چیز پر مصالحت ہوئی وہ اُسی جنس کی ہے، تو زیادہ پر صلح جائز نہیں اور اگر دوسری جنس کی چیز پر صلح ہوئی، تو جائز ہے اور اگر وہ چیز قیمی ہے اور جتنی قیمت اُس کی ہے، اُس سے زیادہ پر صلح ہوئی، یہ بھی جائز ہے، یعنی کم و برابر پر تو جائز ہی ہے، زیادہ پر بھی جائز ہے اور اگر کسی متاع پر صلح ہو، یہ بھی جائز ہے، مثلاً: ایک غلام غصب کیا، جس کی قیمت ایک ہزار تھی اور ہلاک ہو گیا، دو ہزار روپے پر مصالحت کی یا کپڑے کے تھان پر صلح ہوئی، جائز ہے اور اگر غاصب نے خود ہلاک کیا ہے، جب بھی یہی حکم ہے اور اگر اس کے متعلق قاضی کا حکم مثلاً: ایک ہزار ضمان کا ہو چکا یا اتنا ہی کہ قیمت تاوان میں دے، تو زیادہ پر صلح نہیں ہو سکتی۔" (بہارِ شریعت، ج2، ص1140، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

چیز کے مثلی یا قیمی ہونے کے اعتبار سے بیع سلم کے حکم میں فرق:

بیع سلم[23] عموماً مثلی اشیاء مثلاً: گندم اور چاول وغیرہ میں جائز ہوتی ہے، قیمی چیزوں مثلاً: جانوروں وغیرہ میں جائز نہیں ہوتی[24] چنانچہ کن چیزوں میں بیع سلم جائز ہے اور کن میں نہیں؟ اس

---

[23] بیع سلم ایک خاص بیع ہے، جس میں خریدی جانے والی چیز کی قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے اور وہ چیز ادھار ہوتی ہے۔ اس کی شرائط اور مزید تفصیل کتبِ فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

[24] ہاں بعض قیمی چیزیں کہ جن کی صفت کا انضباط / تعیین ہو سکے اور اُس کی مقدار معلوم ہو سکے ان میں بھی بیع سلم جائز ہوتی ہے، مزید تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ساجد

بارے میں بدایۃ المبتدی میں ہے:"السلم عقد مشروع وھو جائز فی المکیلات والموزونات وکذا فی المذروعات ولا یجوز السلم فی الحیوان"ترجمہ:بیع سلم ایک مشروع عقد ہے اور یہ مکیلی(ماپ کر بیچی جانے والی اشیاء) اور موزونی(وزن کے ذریعہ بیچی جانے والی اشیاء)اور یونہی مذروعات(گزوں کے حساب سے بیچی جانے والی اشیاء)میں جائز ہے اور بیع سلم جانوروں میں جائز نہیں۔ (بدایۃ المبتدی،ص141،مطبوعہ قاھرہ)

خیارِ تعیین میں چیز کے مثلی یا قیمی ہونے سے فرق:

خریداری کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ دو تین چیزوں میں سے ایک چیز خرید لی جائے اور فی الحال اس کو متعین نہ کیا جائے، بلکہ اس کو متعین کرنے کا اختیار لے لیا جائے مثلاً: ان تین میں سے ایک میں نے خرید لی ہے، لیکن وہ کونسی ہے یہ بعد میں طے کروں گا۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے خیارِ تعیین کہتے ہیں۔ مخصوص شرائط کے ساتھ اس طرح کی خرید و فروخت درست ہے اور ان شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسی خریداری قیمی چیزوں میں ہی درست ہے، مثلی میں نہیں۔

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:"(وصح خیار التعیین) فی القیمیات،لا فی المثلیات لعدم تفاوتھا ولو للبائع فی الاصح"ترجمہ:خیارِ تعیین قیمی چیزوں میں درست ہے، مثلی چیزوں میں فرق نہ ہونے کی وجہ سے ان میں درست نہیں۔

(تنویر الابصار مع درمختار،ج7،ص133،مطبوعہ کوئٹہ)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں:"چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو خریدا،یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں، تو مشتری اُن میں سے جس ایک کو چاہے متعین کرلے اس کو خیارِ تعیین کہتے ہیں، اس کے لیے چند شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ اُن چیزوں میں ایک کو خریدے، یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو خریدا۔ دوم

یہ کہ دو چیزوں میں سے ایک یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدے، چار میں سے ایک خریدی، تو صحیح نہیں۔ سوم یہ کہ یہ تصریح ہو کہ ان میں سے جو تو چاہے لے لے۔ چہارم یہ کہ اس کی مدت بھی تین دن تک ہونی چاہیے۔ پنجم یہ کہ قیمی چیزوں میں ہو، مثلی چیزوں میں نہ ہو۔"

(بہارِ شریعت، ج2، ص657، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قرض کے معاملہ میں چیز کے مثلی اور قیمی ہونے سے حکم میں فرق:

قرض کا لین دین ایک جائز شرعی معاملہ ہے اور بہت عام بھی ہے۔ قرض کے معاملہ میں بھی چیز کے مثلی اور قیمی ہونے کے اعتبار سے حکم میں فرق ہے اور وہ اس طرح کہ مثلی چیزوں میں تو قرض کا لین دین درست ہے، لیکن قیمی چیزوں میں قرض کا لین دین درست نہیں۔

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے:" وصح) القرض (فی مثلی) ھو کل ما یضمن بالمثل عند الاستھلاک (لا فی غیرہ) من القیمیات کحیوان وحطب وعقار وکل متفاوت لتعذر رد المثل "ترجمہ: اور مثلی چیزوں میں قرض صحیح ہے اور مثلی سے مراد ہر وہ چیز ہے کہ جس کی ہلاکت کی صورت میں اس کی مثل کے ساتھ تاوان دیا جاسکے۔ مثلی کے علاوہ قیمی چیزوں میں قرض صحیح نہیں، جیسے جانور، لکڑی، زمین اور ہر وہ چیز جس کے افراد میں تفاوت و فرق ہو، کیونکہ ان کی مثل واپس کرنا متعذر ہے۔ (تنویر الابصار مع درمختار، ج5، ص161، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

مشترکہ چیز کو تقسیم کرنے کے معاملہ میں مثلی اور قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق:

کوئی چیز دو یا اس سے زیادہ افراد میں مشترک ہو اور وہ اس چیز کو تقسیم کرنا چاہیں، تو اس چیز کو تقسیم کرنے کے بعد اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کے لیے اس چیز کے مثلی اور قیمی ہونے کے اعتبار سے حکم میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مثلی چیز (جیسے گندم وغیرہ) میں تقسیم کاری کے بعد ایک شریک اپنا حصہ دوسرے کی غیر موجودگی میں لے سکتا ہے، جبکہ اگر وہ قیمی ہے (جیسے جانور وغیرہ) تو اس صورت میں تقسیم کے بعد ایک شریک دوسرے کی غیر موجودگی میں اپنا حصہ نہیں لے سکتا۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "مکیل و موزون اور دیگر مثلی چیزوں میں تقسیم کے بعد ایک شریک اپنا حصہ دوسرے کی عدم موجودگی میں لے سکتا ہے اور قیمی چیزوں میں چونکہ مبادَلہ کا پہلو غالب ہے، تقسیم کے بعد ایک شریک دوسرے کی عدم موجودگی میں نہیں لے سکتا۔"

(بہارِ شریعت، ج3، ص263، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایسے مقامات پر اگر مثلی اور قیمی کا فرق اور احکام معلوم نہ ہوں، تو انسان شریعت کے حکم پر عمل کرنے میں خطا کر جاتا ہے۔

شفعہ کے معاملہ میں چیز کے مثلی اور قیمی ہونے کے اعتبار سے فرق:

شفعہ[25] میں خریدار نے اگر مثلی چیز کے بدلے میں زمین یا مکان وغیرہ خریدا ہے، تو شفعہ کرنے والا اس کی مثل دے کر زمین یا مکان وغیرہ لے گا اور قیمی چیز کے بدلے خریدا ہے، تو اس کی قیمت دے کر لے گا۔

فقہِ حنفی کی مشہور و معروف کتاب الہدایہ میں ہے: "ومن اشترى دارا بعرض اخذها الشفيع بقيمته، لانه من ذوات القيم وان اشتراها بمكيل او موزون اخذها بمثله، لانهما من ذوات الامثال وهذا، لان الشرع اثبت للشفيع ولاية التملك على المشترى بمثل ما تملكه، فيراعى بالقدر الممكن كما فى الاتلاف" ترجمہ: اور جس شخص نے سامان کے بدلہ میں گھر خریدا، تو شفیع سامان کی قیمت کے بدلہ میں وہ گھر لے گا، کیونکہ سامان قیمی اشیاء میں سے ہے

---

[25] غیر منقول جائداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اُس جائداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے، اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ جس شخص کو یہ حق ملتا ہے، اسے شفیع یعنی شفعہ لینے والا کہتے ہیں۔ مزید تفصیلات کتب فقہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اور اگر گھر کو مکیلی یا موزونی چیز کے بدلہ میں خریدا، تو شفعہ طلب کرنے والا اس کی مثل کے ساتھ لے گا، کیونکہ یہ دونوں مثلی اشیاء میں سے ہیں اور یہ اس لیے ہے کہ شریعت مطہرہ نے خریدار کے مقابلہ میں شفیع کے لیے مالک بننے کی ولایت ثابت کی ہے، اسی مثل کے ساتھ کہ جس کے ذریعہ خریدار مالک ہوا ہے، پس اس میں بقدرِ امکان مماثلت کی رعایت کی جائے گی، جیسا کہ کسی چیز کو ہلاک کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ (الھدایہ، ج4، ص315، مطبوعہ داراحیاء التراث، بیروت)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1367ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”مشتری نے مثلی چیز کے عوض میں جائداد خریدی ہے، مثلاً: روپے اشرفی پیسے کے عوض میں ہے، تو اُس کی مثل دے کر شفیع لے لے گا اور اگر قیمی چیز ثمن ہے، تو اُس کی جو کچھ قیمت ہے، وہ دے گا۔“ (بہارِ شریعت، ج2، ص233، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نوٹ:

اوپر ہم نے مثلی اور قیمی اشیاء سے متعلق بطورِ نمونہ فقط چند مسائل ذکر کیے ہیں، ورنہ ان کے علاوہ تاوان اور خرید و فروخت، کفالت، وکالت، مضاربت، شرکت، رہن، مہر، خلع وغیرہ کے بے شمار مسائل میں چیز کے مثلی اور قیمی ہونے کے اعتبار سے مختلف احکام بیان کیے جاتے ہیں، جو کتبِ فقہ پڑھنے، پڑھانے والوں پر مخفی نہیں۔

دوسری فصل

(تاوان ادا کرنے کی مختلف صورتیں اور احکام)

چونکہ پیچھے کئی جگہ پر چیز کے ضائع / تلف ہونے پر تاوان کی ادائیگی کی بات کی گئی ہے، تو تاوان کی ادائیگی کے متعلق کچھ مزید وضاحت اور صورتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

- کسی کی چیز غصب کی (یعنی چھین لی) یا چوری کر لی اور وہ ابھی تک اسی حالت میں موجود ہے، تو وہی چیز مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، کیونکہ چیز کے بدل یعنی اس کی مثل یا قیمت لوٹانے کا حکم ضرورت کے پیشِ نظر ہوتا ہے، تاکہ حتی الامکان مالک کا نقصان پورا کیا جاسکے، لیکن جب وہ چیز خود موجود ہے، تو وہی لوٹائی جائے گی، تاکہ مالک کو اپنی چیز واپس مل جائے اور جس چیز کو جہاں سے غصب کیا وہیں، واپس کرنا ہوگا، غاصب (غصب کرنے والا) اگر دوسرے شہر میں دینا چاہتا ہے، مالک اس سے کہہ سکتا ہے کہ جہاں سے لائے ہو وہیں چل کر دینا۔
- اگر کسی وجہ سے اس چیز کو واپس کرنا، ممکن نہ رہے، مثلاً: وہ چیز ضائع ہوگئی یا کھانے والی تھی اسے کھالیا یا اس جیسی کوئی اور صورت پائی گئی، تو اب اس کا بدل ادا کیا جائے گا۔ یعنی اگر وہ چیز مثلی ہے، تو اس طرح کی چیز لاکر مالک کو ادا کر دی جائے اور اگر وہ مثلی نہیں بلکہ قیمی ہے، تو اس چیز کی جو قیمت بنتی ہے، وہ مالک کو ادا کی جائے۔ لہذا مالک، مثلی چیز کے تاوان میں قیمت اور قیمی چیز کے تاوان میں اس کی مثل کا تقاضا نہیں کر سکتا۔
- اگر قیمی چیز غصب کی (چھینی) اور ضائع کر دی، تو جس دن چیز غصب کی تھی اس دن کی قیمت بطور تاوان مالک کو دینی ہوگی۔
- کسی کی جو چیز ضائع کی تھی، وہ ہلکی کوالٹی کی تھی اور مارکیٹ میں ہلکی کوالٹی اور اعلی کوالٹی دونوں طرح کی چیز دستیاب ہے، تو تاوان میں اگرچہ اس طرح کی ہلکی کوالٹی والی چیز دینا

لازم ہے، جس طرح کی ضائع کی تھی، لیکن اگر اپنی خوشی سے اعلی کوالٹی کی چیز مالک کو لوٹادے، تو یہ بھی جائز بلکہ بہتر ہے، بالخصوص اس صورت میں کہ جب وقف کی کوئی چیز ہلاک کر دی ہو۔

- کسی کی جو چیز ضائع کی تھی، وہ اعلی کوالٹی کی تھی اور اب مارکیٹ سے اس طرح کی کوالٹی کی چیز نہیں مل رہی، بلکہ وہی چیز ہلکی و ناقص کوالٹی میں مل رہی ہے، تو مالک کو اختیار ہے، چاہے تو وہ ناقص و ہلکی کوالٹی والی چیز ہی وصول کر لے اور چاہے تو اپنی اعلی کوالٹی والی چیز کی قیمت وصول کر لے۔

مذکورہ بالا احکام کے بالترتیب جزئیات درج ذیل ہیں:

غصب شدہ چیز اسی طرح موجود ہو، تو وہی لوٹانا ضروری ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا یاخذن احدکم متاع اخیہ لا لاعبا ولا جادا واذا اخذ احدکم عصا اخیہ فلیردھا" ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کا سامان (اس کی رضامندی کے بغیر) نہ لے، نہ مذاق میں اور نہ ہی سنجیدگی میں اور جب تم میں سے کوئی (اس طرح) اپنے بھائی کا عصا لے لے، تو وہ اسے واپس کر دے۔ (معجم کبیر للطبرانی، ج22، ص241، مطبوعہ القاھرہ)

اسی بارے میں تنویر الابصار مع درِ مختار میں ہے: "(ویجب رد عین المغصوب) ما لم یتغیر تغیرا فاحشا، مجتبی (فی مکان غصبہ) لتفاوت القیم باختلاف الاماکن" ترجمہ: اور غصب کرنے والے پر بعینہ غصب شدہ چیز اسی جگہ واپس کرنا واجب ہے، جہاں اس نے غصب کی تھی، جبکہ اس میں بہت زیادہ تبدیلی نہ ہوئی ہو (اسی جگہ وہ چیز واپس کرنا اس لیے ضروری ہے) کیونکہ جگہوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اشیاء کی قیمتیں مختلف ہو جاتی ہیں۔

(تنویر الابصار مع درمختار، ج6، ص182، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

غصب کرنے والا مثلی چیزوں میں مثل اور قیمی چیزوں میں قیمت لوٹانے کا شرعاً پابند ہے۔

چنانچہ کنز الدقائق اور اس کی شرح تبیین الحقائق میں ہے:"یجب علیه مثل المغصوب ان کان مثلیا وهلک عنده.....(وما لا مثل له فقیمته یوم غصبه) ای ما لا یضمن بالمثل تعتبر قیمته یوم غصبه وهذا بالاجماع" ملتقطا، ترجمہ: غاصب پر غصب شدہ چیز کی مثل لوٹانا واجب ہے، اگر وہ مثلی ہو اور اس کے پاس ہلاک ہو گئی ہو اور جس چیز کی مثل نہ ہو، تو اس کی قیمت جو غصب کے دن تھی، وہ لوٹانا واجب ہے، یعنی جس چیز کا مثل کے ساتھ تاوان ادا نہیں کیا جاتا، تو اس کی وہ قیمت معتبر ہو گی، جو غصب کے دن تھی اور یہ مسئلہ بالاجماع ہے۔

(کنز الدقائق مع تبیین الحقائق، ج5، ص223، مطبوعہ ملتان)

وقف کی کوئی چیز ہلاک کر دی، تو اس سے بہتر چیز لوٹانا بہتر ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1340ھ) سے سوال ہوا:"ایک شخص کا انتقال ہوا، عجلت تیاری میں غلطی سے ایک چٹائی مسجد کی، بانی مسجد نے یہ سمجھ کر کہ ایک چٹائی ایسے تنگ وقت دستیاب نہ ہو سکے گی اور مسجد میں دوسری چٹائی بجائے اس کے رکھ دی جائے گی، لے کر میت کے تختوں پر جو قبر میں بچھائی گئی تھی اس لیے کہ مٹی قبر کی دراز تختہ سے نہ چھنے، ڈال دی اور وہ قبر میں کام آگئی، تو ایسی حالت میں ایسے شخص کے لیے جس نے میت معروضہ سے مسجد کی چٹائی ضرورتِ مذکورہ میں بحوالہ عجلت بکار مسطورہ اٹھائی، شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اور اس کا کفارہ کچھ ہو سکتا ہے یا کیا؟

تو آپ نے جواب دیا:"وہ گنہگار اور مجرم خاص حقیقی سرکار ہوا، لغصبه الوقف فلیس فی تاثیمه وقف (اس کے وقف کی چیز کو غصب کرنے کی وجہ سے، پس اس کے گنہگار ہونے میں کوئی شک نہیں۔) اس کا کفارہ صدق دل سے توبہ ہے۔ ویتوب اللہ علی من تاب (ترجمہ: اور جو توبہ کرتا ہے، اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔) **اور ویسی ہی چٹائی یا اس سے بہتر مسجد میں ڈالنا**.... الخ۔"

(فتاوی رضویہ، ج19، ص678، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہلاک شدہ چیز کی بنسبت ناقص چیز بازار سے مل رہی ہو، تو اس وقت کیا حکم ہو گا، اس کی

تفصیل مجمع الضمانات میں یوں بیان کی گئی ہے:"فان انقطع المثل بان كان عينا فانقطع عن ايدى الناس فعليه قيمته..... ولو لم ينصرم بالكلية ولكن بقي منه ناقص الصفة كان المالک بالخيار ان شاء اخذ ناقصا وان شاء عدل الى القيمة ملتقطاً"ترجمہ:پس اگر مثل منقطع ہو جائے بایں طور کہ وہ عین ہو اور لوگوں کے ہاتھوں سے منقطع ہو جائے،تو اس کی قیمت لازم ہو گی اور اگر بالکلیہ وہ چیز ختم نہ ہو،بلکہ ناقص کوالٹی والی چیز موجود ہو،تو مالک کو اختیار ہو گا،اگر چاہے تو وہ گھٹیا چیز ہی لے لے اور چاہے تو قیمت کی طرف عدول کرے۔

(مجمع الضمانات،ج1،ص117،دارالکتاب الاسلامی)

تمت بالخیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حدیث پاک

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خبر دار! تم لوگ ظلم نہ کرنا۔ سُن لو! کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں۔"

(شعب الایمان، الباب الثامن والثلاثون...الخ
، الحدیث 5492، ج4، ص 387)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
+92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net